ابنِ صفی

جلد نمبر 15

جاسوسی دنیا

45- خونی بگولے

46- لاشوں کا سوداگر

47- ہولناک ویرانے

48- لیونارڈ کی واپسی

جاسوسی دنیا نمبر 48

لیونارڈ کی واپسی

(مکمل ناول)

کار میں خنجر

کیپٹن حمید دم سادھ کر چت لیٹ گیا۔ چھت بالکل سپاٹ تھی۔ اگر وہ اتنی احتیاط سے کام نہ لیتا تو نیچے سے اُس کا دیکھ لیا جانا یقینی تھا۔ رات تاریک ضرور تھی، لیکن مطلع گرد آلود نہیں تھا۔ اس لئے دور سے بھی دیکھ لئے جانے کے امکانات تھے۔

وہ چند لمحے اسی طرح چپ چاپ پڑا رہا۔ پھر پیٹ لیٹ کر سینے کے بل کھسکنے لگا۔ چھت کے کنارے پہنچ کر اُس نے نیچے نظر ڈالی۔ صحن تاریک پڑا تھا۔ لیکن پھر بھی فرش دکھائی دے رہا تھا۔ چھت صحن کے فرش سے دس فیٹ سے زیادہ اونچی نہیں تھی۔ بہر حال اُسے فرش تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔

اور پھر اُس کے قدم ایک کمرے کی طرف اٹھنے لگے جس کی کھڑکیوں کے شیشوں سے گہری نیلی روشنی نظر آرہی تھی۔ حمید ایک پل کے لئے کمرے کے سامنے رک کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر دروازے پر ہاتھ رکھا۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اُس نے بہ آہستگی دروازہ کھولا اور بے دھڑک اندر داخل ہو گیا۔ گہری نیلی روشنی میں اس کا چہرہ بڑا بھیانک لگ رہا تھا۔ گھنی سیاہ ڈاڑھی اور ڈاڑھی پر کسی مکان کے سائبان کی طرح جھکی ہوئی مونچھیں۔ لباس بھی امریکی وضع کے اوباشوں کا سا تھا۔

اس نے چاروں طرف دیکھ کر ایک طویل سانس لی۔

سامنے مسہری پر ایک نوجوان لڑکی سو رہی تھی۔ حمید پھر دروازے کی طرف بڑھا اور چٹخنی چڑھا دی۔

پھر جیب سے ریوالور نکال کر داہنے ہاتھ میں لیا اور بائیں ہاتھ سے لڑکی کو جھنجھوڑ کر جگانے لگا۔

وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی.... ساتھ ہی حمید کی انگلی ہونٹوں سے جا لگی اور ریوالور کا رخ لڑکی کی طرف ہو گیا۔ لڑکی کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور چہرے پر کچھ ایسے آثار نظر آنے لگے تھے،

جیسے وہ کسی لاش کا چہرہ ہو۔

"یہ ریوالور بے آواز ہے اس لئے شور وغل پسند نہیں کرتا۔" حمید آہستہ سے بولا۔

لڑکی کی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔

"تمہیں اس مکان میں کس نے ٹھہرایا ہے۔" حمید نے پوچھا۔ اس کے لہجے سے سفاکی مترشح ہو رہی تھی۔

اچانک لڑکی سنبھل کر بیٹھ گئی اور اب اس کی پلکیں بھی جھپکنے لگی تھیں۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو....؟" لڑکی نے دلیر بننے کی کوشش کی۔

"میرے سوال کا جواب دو۔"

"اور اگر میں نہ دوں تو....!"

"تب میں ریوالور جیب میں ڈال کر اُس وقت تک تمہارا گلا گھونٹتا رہوں گا جب تک کہ تم میرے سوال کا جواب دینے پر آمادہ نہ ہو۔"

"تم صرف اسی لئے یہاں آئے ہو۔" لڑکی نے لاپروائی سے پوچھا۔

"ہاں! وقت نہ ضائع کرو۔"

"لیکن تم کیوں یہ جاننا چاہتے ہو۔"

"مطلب یہ کہ ہم نہیں چاہتے.... کہ یہ مکان کبھی آباد رہے۔"

"میں سمجھی۔" لڑکی کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"کیا سمجھیں؟"

"یہی کہ یہ مکان کسی غیر قانونی حرکت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔"

"لڑکی! بکواس بند کرو۔ میں جو کچھ پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔"

لڑکی چند لمحے خاموشی سے اُسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "محکمہ سراغ رسانی کے آفیسر کیپٹن حمید کو جانتے ہو۔"

"کیوں....!" وہ چونک پڑا۔

"اسی نے میرے لئے یہ مکان کرائے پر حاصل کیا ہے۔"

"تم جھوٹی ہو۔"

"میں بالکل صحیح کہہ رہی ہوں۔ اب تم چپ چاپ یہاں سے کھسک جاؤ۔ اُن لوگوں کو تم اچھی طرح جانتے ہو گے۔"

''شٹ اپ! تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔ میں نے اس سلسلے میں کسی مسٹر اسلم کا نام سنا ہے مجھے بتاؤ.... وہ اسلم کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔''

''اسلم.... ہاں.... مکان اسی نام سے حاصل کیا گیا ہے۔ لیکن وہ کیپٹن حمید ہے اور غالباً تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ وہ کرنل فریدی کی کوٹھی میں رہتا ہے۔''

''میں اچھی طرح جانتا ہوں۔'' حمید نے ایک طویل سانس لی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اپنے چہرے سے مصنوعی ڈاڑھی الگ کر رہا تھا۔

اور پھر لڑکی کی ظاہری حالت میں ایک زبردست تغیر واقع ہوا۔

اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔

''اب بتاؤ۔'' حمید اُسے گھورتا ہوا بولا۔ ''کرنل فریدی پر کس نے گولی چلائی تھی۔''

لڑکی کچھ نہ بولی۔

حمید کہتا رہا۔ ''تم نے مجھے پہلے یہ نہیں بتایا تھا کہ اسلم ہی کیپٹن حمید ہے۔ اور اب.... اب تو تمہاری گردن پوری طرح میری گرفت میں آگئی ہے۔ تم ابھی اور اسی وقت مجھے بتاؤ گی کہ فریدی پر کس نے گولی چلائی تھی۔''

''میں نہیں جانتی۔''

''بکواس.... تمہیں بتانا پڑے گا۔ جب تم اسلم کو کیپٹن حمید کی حیثیت سے جان سکتی ہو تو تمہیں اس کا بھی علم ہو گا۔''

''میں نہیں جانتی۔ آپ کا جو دل چاہے کیجئے۔''

''میرا دل....!'' حمید اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔

لڑکی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''سچی بات تو یہ ہے۔'' حمید نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ''مجھے اس معاملے میں بالکل دلچسپی نہیں۔ میں تو کسی طرح تم پر اپنی گرفت مضبوط رکھنا چاہتا ہوں۔''

''کیوں....؟''

''مجھے تم سے....!'' حمید نے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی شرما کر سر جھکا لیا۔

لڑکی کچھ نہ بولی۔ حمید اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

''نہیں بتاتا....!'' حمید دانتوں میں انگلی دبا کر ہنسنے لگا۔

''میں سمجھتی ہوں۔'' لڑکی مسکرائی۔ ''تم نہ کہو.... مگر میرے دل....!'' اس نے بھی جملہ

نہیں پورا کیا۔

"ہائے تمہارے دل میں بھی.... تب تو میں بڑا اُلو کا پٹھا ہوں۔"

لڑکی اُسے سوالیہ انداز میں دیکھتی رہی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے خواہ مخواہ تمہیں پریشان کیا۔" حمید بولا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کیپٹن حمید ہو۔ میں نے اس واقعے سے پہلے ہی تمہیں اکثر چھپ چھپ کر دیکھا ہے۔ مگر تم بہت بڑے آدمی ہو۔"

"مگر سوال تو یہ ہے کہ تم نے مجھے ٹوکا کیوں نہیں.... تم نے کہا کیوں نہیں کہ تم اسلم نہیں بلکہ حمید ہو۔"

"اگر میں یہ کہہ دیتی تو تم مجھ سے دور ہو جاتے۔ میں تو چاہتی تھی کہ تم مجھ پر شبہ کرتے رہو۔اسی صورت میں تم مجھ سے قریب رہ سکتے تھے۔ میں تمہیں بہت دنوں سے جانتی ہوں۔"

"تو کرنل فریدی پر حملہ میرے لئے ایک خوشگوار واقعہ ثابت ہوا....ہاہا.... میں خوش ہوں۔"

"یہ نہ کہو۔" لڑکی بولی۔"مجھے بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں۔ میرے فلیٹ سے کسی نے تمہارے چیف پر گولی چلائی تھی۔ میں خود کہتی ہوں کہ گولی میرے فلیٹ سے چلائی گئی تھی مجھے اس کا بھی اعتراف ہے کہ غسل خانے میں ایک خالی کارتوس ملا تھا لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں سے آیا تھا۔اس سے پہلے میں نے کبھی کارتوس کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔اسی بناء پر کہہ سکتی ہوں کہ گولی میرے فلیٹ ہی سے چلائی گئی تھی۔ لیکن میں مجرم کے وجود سے واقف نہیں ہوں۔ بہت دنوں تک پولیس پریشان کرتی رہی پھر تم ہمدرد بن کر آئے اور مجھے اس فلیٹ سے اس مکان میں منتقل کر دیا۔

"اور اب تم ہمیشہ یہیں رہو گی۔"

"مگر پولیس تو اب بھی میری تلاش میں ہو گی۔"

"ہوا کرے.... جب تک میرے دم میں دم ہے تمہارا کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔"

"نہیں میں اسے درست نہیں سمجھتی۔"

"کیوں....!"

"اس طرح میرے خلاف شبہات اور زیادہ مستحکم ہو جائیں گے اور پھر.... اس روپوشی کی بناء پر میرا نقصان بھی ہو رہا ہے۔ میری ملازمت آگئی ہی سمجھو۔"

"تم شائد ٹیلی فون ایکس چینج میں تھیں۔"

"ہاں....!"

"فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"لیکن اس وقت تم اس ہیئت میں کیوں آئے تھے۔"

"محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم میری شخصیت سے حقیقتاً واقف ہو یا نہیں۔"

"میں سمجھی! اگر میں تمہاری شخصیت سے واقف ہوں تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میں مجرم سے ملی ہوئی ہوں۔"

"بالکل یہی خیال تھا میرا۔ مگر اب حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی اور میں شرمندہ ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر میری پوزیشن پولیس کی نظر میں کیا ہو گی۔"

"میں اس کیس کا انچارج ہوں۔" حمید سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں نے تمہیں مفرور قرار دیا ہو گا.... ہر گز نہیں.... اور کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری ملازمت ختم ہو گئی ہو گی۔ ہر گز نہیں.... میں نے تمہارے لئے ایک ماہ کی رخصت میڈیکل گراؤنڈ پر حاصل کر لی ہے۔"

"سچ....!" لڑکی پُر مسرت لہجے میں چیخی۔

"کیا تمہیں یقین نہیں آیا۔" حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یقین تو ہے.... مگر آخر تم نے میرے لئے اتنی دردسری کیوں مول لی۔"

"یہ نہ پوچھو.... ورنہ میں اپنا وہی پہلا سوال دہراؤں گا۔"

لڑکی کچھ نہ بولی۔

حمید بھی کچھ دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "اچھا اب تم آرام کرو.... اب تم قطعی آزاد ہو۔ لیکن واضح رہے کہ تم پچھلے ایک ہفتہ سے بیمار ہو اور مزید تین ہفتے بیمار رہنے کے بعد اپنے کام پر جاؤ گی۔ وہ فلیٹ ویسے بھی تمہارے لئے موزوں نہیں تھا۔ اس مکان میں آرام سے رہو گی.... وغیرہ وغیرہ.... آچھا.... اب آرام کرو۔"

"اب کب ملو گے۔" لڑکی لگاوٹ کے انداز میں بولی۔

"آہ.... میرا دل تو چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے کوٹ کے کالر میں لگالوں اور تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو.... مگر خیر.... کل شام آرلکچو میں گذاریں گے وغیرہ وغیرہ۔"

تھوڑی دیر بعد حمید پھر سڑک پر تھا لیکن اب وہ چھپتا چھپاتا ہوا نہیں چل رہا تھا۔

دوسری سڑک پر پہنچنے کے لئے اُسے ایک مختصر سی گلی پار کرنی پڑی۔

کیڈی لاک اب بھی وہیں کھڑی تھی جہاں وہ اُسے چھوڑ کر گیا تھا۔

"اب مجھے کسی خیراتی ہسپتال میں پہنچا دیجئے۔" حمید کیڈی کے پاس پہنچ کر آہستہ سے بولا۔

یقیناً اس نے کسی دوسرے کو مخاطب کیا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ حمید نے جھک کر کیڈی کے اندر دیکھا۔ مگر اُسے اگلی سیٹ پر فریدی نہیں نظر آیا۔ حالانکہ وہ اُسے اسٹیئرنگ کے پیچھے بیٹھا ہوا چھوڑ کر گیا تھا۔

اس وقت جو کچھ بھی ہوا فریدی کی ایماء پر!

ایک ہفتہ قبل جب فریدی ایک تقریب میں شرکت کی غرض سے بارکر اسٹریٹ کی ایک عمارت میں موجود تھا کسی نے اس پر فائر کیا۔ گولی سامنے والی عمارت کی ایک کھڑکی سے چلائی گئی تھی۔ فریدی بال بال بچا۔ صرف ایک بالشت کے فرق نے اس کی جان بچالی ورنہ گولی کھڑکی کی چوکھٹ کے بجائے اس کی پیشانی پر پڑتی جس فلیٹ سے گولی چلائی گئی تھی اس میں ایک عیسائی لڑکی مس گلوریا مقیم تھی لیکن اس نے واقع سے لاعلمی ظاہر کی۔ ویسے اس نے یہ ضرور بتایا کہ اس نے کچھ دیر قبل فائر کی آواز سنی تھی۔

فلیٹ کی تلاشی لینے پر غسل خانے میں ایک خالی کارتوس ملا، جو کچھ ہی دیر قبل خالی کیا گیا تھا۔

اس کے باوجود بھی لڑکی یہی کہتی رہی کہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ اس نے فائر کی آواز بھی سنی تھی اور آواز قریب ہی کی معلوم ہوئی تھی لیکن اس نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی تھی کیونکہ پڑوس کے بچے اکثر نقلی امریکی ریوالوروں سے کھیلتے رہتے تھے۔

پولیس تو اُسے حراست میں لینا چاہتی تھی لیکن فریدی نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ ویسے دن بھر پولیس اُسے پریشان کرتی رہی۔ پھر شام کو حمید اسلم کے نام سے اسکے پاس پہنچا۔ اس سے ہمدردی ظاہر کی اور بتایا کہ وہ اسے عرصے سے جانتا ہے اور صحیح معنوں میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

لڑکی جو بظاہر پریشان معلوم ہوتی تھی، بے چوں و چرا اس کے ساتھ ایک دوسرے مکان میں منتقل ہو گئی۔ حمید اس کے بعد بھی اس سے برابر ملتا رہا۔ مگر کیپٹن حمید کی حیثیت سے نہیں۔ اور آج اس وقت اس نے یہ سب فریدی ہی کے کہنے پر کیا تھا۔ فریدی یہاں تک اس کے ساتھ آیا تھا اور اسکیم کے مطابق اسی سڑک پر اُسے حمید کی واپسی کا منتظر رہنا تھا۔

مگر کیڈی لاک خالی تھی.... حمید نے جیب سے ٹارچ نکالی۔

لیکن ٹارچ روشن کرتے ہی گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اگلی نشست کی پشت گاہ میں ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

سیٹ پر کئی جگہ خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے نظر آرہے تھے۔

اور کچھ ایسے نشانات بھی دکھائی دیئے جن سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ گاڑی کے اندر دو یا دو سے زیادہ آدمیوں میں کشمکش ہو چکی ہے۔

مگر.... حمید الجھن میں پڑ گیا۔ دو جھگڑنے والوں میں ایک یقیناً بہت اطمینان سے رخصت ہوا تھا ورنہ حمید کو کار کا دروازہ بند نہ ملتا۔

ٹارچ کی روشنی کار کے قرب وجوار کی زمین پر رینگنے لگی۔ لیکن یہاں حمید کو کسی قسم کے بھی نشانات نہیں مل سکے حتیٰ کہ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ باہر نکلنے کے لئے کون سا دروازہ استعمال کیا گیا ہوگا۔

خون کے دھبے بھی سیٹ کے علاوہ اور کہیں نہیں ملے۔

بڑی عجیب بات تھی۔ آخر فریدی کہاں گیا؟ کیا اس کے نامعلوم دشمن اسے پکڑ لے گئے، لیکن خنجر کی موجودگی اس خیال کی تردید کر رہی تھی، جو لوگ قاتلانہ حملہ کر سکتے ہیں، انہیں اس کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ وہ کسی کو پکڑ کر لے جائیں۔

تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ حملہ آور اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے۔

وہ کافی دیر تک کھڑا ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ سوال یہ تھا کہ وہ وہاں ٹھہرے یا چلا جائے۔ فریدی کے لئے تشویش اپنی جگہ پر لیکن وقت کا تقاضا بھی کوئی چیز ہے اور پھر اگر کار کا دروازہ بند کرنے والا فریدی ہی تھا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ کافی اطمینان کے ساتھ یہاں سے گیا ہے۔ اگر وہ حملہ آوروں کو بھگا دینے کے بعد یہاں سے رخصت ہوا ہے تو حمید کا اس کے انتظار میں یہاں رکنا حماقت ہی تھی۔

اور اگر حملہ آور اُسے پکڑ لے گئے ہیں تو کار کا دروازہ بند کر جانا نفسیاتی نقطہ نظر سے ناقابل یقین ہو جاتا ہے۔ بہر حال حمید نے یہی فیصلہ کیا کہ فریدی محفوظ ہے۔ رہ گیا اس طرح غائب ہو جانا تو یہ فریدی کیلئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وقت پر اُسے جو کچھ بھی سوجھ جاتی کر گزرتا تھا۔

حمید کیڈی میں بیٹھ گیا۔ پھر خیال آیا کہ وہ غلطی کر رہا ہے۔ کیوں نہ کیڈی کو اُن تمام نشانات سمیت یہیں چھوڑ دے اور خون کے دھبے تو بہر حال محفوظ تھے کیونکہ وہ پہلے ہی خشک ہو چکے تھے۔

وہ چپ چاپ کیڈی سے اُتر آیا اور اس کا ایک دروازہ کھلا چھوڑ کر پیدل ہی چل پڑا۔

آج کی مہم خوشگوار بھی ثابت ہوئی تھی اور ناخوش گوار بھی۔

گلوریا کے متعلق وہ سوچ رہا تھا کہ حقیقتاً وہ فریدی پر گولی چلانے والے سے کوئی نہ کوئی تعلق

ضرور رکھتی ہے، ورنہ وہ اسی وقت اُسے ٹوک دیتی جب اس نے اپنا نام اسلم بتایا تھااور پھر اس کے بعد بھی وہ اُسے ملتی رہی تھی اور اس دوران میں اس نے کبھی یہ نہیں ظاہر ہونے دیا تھا کہ وہ اس کی اصلیت سے واقف ہے۔

کیس بیگ

حمید کو توقع تھی کہ گھر پر فریدی سے ضرور ملاقات ہوگی، لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھا۔ حمید خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ دو بج چکے تھے اور ذہن نیند سے بوجھل ہو رہا تھا۔

پھر اسے پتہ نہیں کہ وہ کب سو گیا۔

اور ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ سوچنے لگا کہ آخر آنکھ کھلی ہی کیوں۔ اُس نے میز پر رکھی ہوئی ٹائم پیس کی طرف دیکھا سوا تین بجے تھے اور پھر اچانک آنکھ کھلنے کی وجہ اس کی سمجھ میں آگئی۔ کوئی اس کے کمرے کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔

حمید جھلا کر اٹھ بیٹھا۔ لیکن وہ سوچنے لگا کہ یہ فریدی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فریدی ایسے موقع پر اس کے کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کے بزر سے کام لیا کرتا تھا۔ نوکروں میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس بدتمیزی سے اس کے کمرے کا دروازہ پیٹ سکتے۔

اس نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں دروازہ کھولا۔ کوتوالی انچارج انسپکٹر جگدیش کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" حمید چیخ کر بولا۔ "آخر تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔"

"فریدی صاحب کہاں ہیں۔" جگدیش نے پوچھا۔

"یار تم آدمی ہو یا....!"

"حمید صاحب آپ حالات کی نزاکت سے واقف نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب....!"

"شرما روڈ پر دو بجے ایک کانسٹیبل کو فریدی صاحب کی گاڑی ملی ہے جس کی اگلی سیٹ پر ایک خنجر پیوست ہے۔ اور خون کے کئی دھبے۔"

"تم نے اس قسم کا کوئی کانسٹیبل خواب میں دیکھا ہوگا۔ کیڈی گیراج میں ہے اور فریدی صاحب اپنے کمرے میں سو رہے ہوں گے۔"

"نہیں کیڈی گیراج میں نہیں ہے اور فریدی صاحب بھی اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔"
"تب تو بات تشویش ناک ہے۔ مگر کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ اپنی ہی گاڑی ہے۔"
"آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں اچھی طرح چھان بین کرنے کے بعد یہاں آیا ہوں۔"
قصہ مختصر یہ کہ حمید خود کو دل ہی دل میں گالیاں دیتا ہوا جگدیش کے ساتھ شر مارووڈ کی طرف روانہ ہو گیا۔

بات بڑھ گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے۔

بہر حال وہ لوگوں کے سوالات کے جواب گول مول طریقے سے دیتا رہا۔

صبح تک حالات اور کچھ ہو گئے۔ آفس کے روزنامچے سے معلوم ہوا کہ فریدی چار دن سے شہر ہی میں نہیں ہے۔ حمید کو اس کا قطعی علم نہیں تھا اور ہوتا بھی کیسے جب کہ فریدی پچھلی رات تک اس کے ساتھ رہا تھا۔

اس نے حمید کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ دفتر کے روزنامچے کے مطابق شہر میں موجود نہیں ہے۔

بہر حال اب وہ سوچ رہا تھا کہ پچھلی رات پولیس والوں سے گفتگو کے دوران میں اُس نے کوئی ایسی بات کہی تھی یا نہیں جس سے روزنامچے کی تردید ہو سکتی۔ اُسے نہیں یاد آیا کہ اس نے کوئی ایسی بات کہی ہو۔ وہ خود ہی اُن سے کھل کر گفتگو نہیں کر رہا تھا۔

شام کے اخبارات کے ہاکروں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ آج کی سب سے زیادہ سنسنی خیز خبر فریدی کی گمشدگی ہی تھی۔ قریب قریب سارے ہی اخبار نے ایک ہفتہ قبل والے حملے کا بھی حوالہ دیا تھا۔

لیکن حمید نے یہ بات ضرور محسوس کی تھی کہ سارے ہی اخبارات نے اس سلسلے میں قیاس آرائیوں سے گریز کیا تھا۔

❖

اسی شام کو حمید گلوریا کے ساتھ آرلکچنو کے ایک فیملی کیبن میں بیٹھا جھک مار رہا تھا۔ جب بے دلی سے کسی تفریح میں حصہ لیا جائے تو اسے جھک مارنا ہی کہیں گے۔

بے دلی کی وجہ خود گلوریا ہی تھی۔ وہ حسین ضرور تھی مگر دوران گفتگو میں اکثر اس طرح ہونٹ سکوڑ لیتی تھی جیسے چھینک روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کی یہ عادت حمید کی جمالیاتی حس کے لئے سمِ قاتل ثابت ہوئی تھی۔ عورتوں کے معاملے میں اس کے احساسات لارڈ بائرن

کے عجیب ترین احساسات سے کسی طرح کم نہیں تھے۔

وہ اسے طوعاً و کرہاً برداشت کر رہا تھا۔ فریدی نے اُسے خاص طور پر ہدایت دی تھی کہ گلوریا پر نظر رکھے۔

"تم کیا سوچ رہے ہو....؟" گلوریا نے پوچھا۔

"تم نے شام کا کوئی اخبار دیکھا ہے۔"

"میں ہمیشہ صبح کے اخبار دیکھتی ہوں۔"

"پچھلی رات کرنل فریدی کی کار شر مار وڈ پر پائی گئی ہے۔ اگلی نشست کی پشت گاہ میں ایک خنجر پیوست ملا ہے اور خون کے کچھ دھبے۔"

"اوہ.... تو پھر کسی نے حملہ کیا۔ لیکن کرنل کہاں ہیں۔"

"کرنل....!" حمید طویل سانس لے کر بولا۔ "مجھے توقع ہے کہ آج شام تک اُن کی لاش کسی ندی یا نالے میں مل جائے۔"

"نہیں....!" گلوریا حیرت اور خوف سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔

"ہاں.... اور اب مجھے بھی اپنی زندگی خطرے میں نظر آرہی ہے۔" حمید آہستہ سے بولا۔

"اور تم یہاں اتنے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو۔" گلوریا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مر جانے میں مجھے زیادہ فائدہ نظر آتا ہے۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ چلو اٹھو.... میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔"

"کیوں....؟"

"یہاں تم پر نہایت آسانی سے حملہ ہو سکتا ہے۔"

"فکر نہ کرو! میں ڈرپوک نہیں ہوں۔"

"پھر تمہارے چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں۔"

"مکھیاں ہوں گی۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"نہیں آج تمہارا رویہ پہلے سے بہت بدلا ہوا ہے۔ کیا تمہیں اب تک یقین نہیں آیا کہ میں حملہ آور سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔"

"بھئی ختم کرو.... یہ قصہ! مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"پھر کیا سوچ رہے ہو۔"

"کچھ نہیں میرا موڈ بہت خراب ہے۔ چلو چلیں۔" حمید اٹھ گیا۔

ٹھیک دس بجے حمید سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ ڈی۔ آئی۔ جی کا فون آیا۔ اُس نے اُسی وقت اپنے بنگلے پر طلب کیا تھا۔

افسران بالا کے سامنے تنہا جانے سے وہ ہمیشہ کتراتا رہتا تھا۔ یوں تو ڈی۔ آئی۔ جی سے درجنوں بار مل چکا تھا لیکن فریدی کے ساتھ۔

مگر اب تو اُسے ہر حال میں وہاں پہنچنا تھا۔

اس نے گیراج سے چھوٹی آسٹن نکالی اور دل ہی دل میں سر پیٹتا ہوا ڈی۔ آئی۔ جی کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اُسے فریدی کے متعلق ڈی۔ آئی۔ جی کو بتانا ہی نہ پڑے۔ ویسے فریدی کا آرڈر تھا کہ وہ اس کے مشاغل کے متعلق کبھی کسی کو کچھ نہ بتائے، خواہ پوچھنے والا محکمے کا کوئی بڑا آفیسر ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سخت الجھن میں تھا۔ فریدی نے دفتر کے روزنامچے میں دفتر سے اپنی غیر حاضری تحریر کی تھی۔ جس کا کھلا ہوا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے پچھلے تین دنوں کی کارگذاریوں کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

حمید کی الجھن بڑھتی رہی اور اس وقت اور زیادہ بڑھ گئی جب کار ڈی۔ آئی۔ جی کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔

ڈی۔ آئی۔ جی تک پہنچنے کے لئے اُسے "رسمیات" سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔ ایک آدمی باہر اس کا منتظر تھا۔ اس نے اُسے ڈرائنگ روم تک پہنچادیا۔

ڈی۔ آئی۔ جی تنہا نہیں تھا۔ محکمے کا سپرنٹنڈنٹ اور دو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بھی موجود تھے۔

"فریدی کا کچھ پتہ چلا۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں.... ابھی تک تو کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔"

"خیر.... ایک بہت پرانے کیس کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے میں نے تمہیں بلایا ہے۔"

حمید کی الجھن رفع ہو گئی۔ بات فریدی سے کسی پرانے کیس پر ٹل گئی تھی۔

ڈی۔ آئی۔ جی چند لمحے اُسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "لیونارڈ والے کیس میں تم فریدی کے ساتھ ہی تھے نا۔"

لیونارڈ کا نام سن کر حمید بیساختہ چونک پڑا۔

"جی ہاں.... میں اس کے ساتھ تھا۔"

"اس کیس سے متعلق کچھ معلومات فراہم کر سکو گے۔"

"معلومات.... جی ہاں.... مگر....!"

"بات بہت پرانی ہو گئی....؟" ڈی۔ آئی۔ جی نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ اس کا موڈ بہت زیادہ خراب معلوم ہو رہا تھا۔

"جی ہاں! اگر ریکارڈ روم سے....!"

"کیس بیگ نکلوالیا جائے تو.... میں پھر کیا تم سے خاک پوچھوں گا۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے اس کا جملہ پورا کر دیا۔

حمید نے کوئی جواب نہ دیا۔ ڈی۔ آئی۔ جی میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "سب سوتے رہے ہیں۔ لیونارڈ کا کیس بیگ ریکارڈ روم سے غائب ہے۔"

اس اطلاع پر حمید سناٹے میں آ گیا۔ ڈی۔ آئی۔ جی چیختا رہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر اس نے سپرنٹنڈنٹ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "ریکارڈ کیپر کے خلاف کاروائی کی گئی۔"

"جواب.... جواب طلب کیا گیا ہے۔"

"جواب طلب کیا گیا ہے۔ اُسے اور اُس کے عملے کو حراست میں ہونا چاہئے تھا مسٹر۔"

سپرنٹنڈنٹ کچھ نہ بولا۔

ڈی۔ آئی۔ جی پھر حمید کی طرف مڑا اور اس کی روح فنا اور بقا کے مسئلے پر غور کرنے لگی۔

"تم بتا سکتے ہو کہ لیونارڈ نے بلیک میلنگ کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا۔"

"جی ہاں عرض کرتا ہوں۔" حمید اپنی پیشانی سے پسینہ خشک کرتا ہوا بولا۔

"ایک اخبار تھا اسٹار جو یورپ میں بلیک میلنگ کے مختلف طریقوں پر ایک مضمون بالاقساط شائع کر رہا تھا۔ ان میں اُن خطوط کے نمونے دیئے جاتے تھے جو لوگوں سے رقم اینٹھنے کیلئے بلیک میلروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً لکھے گئے تھے، لیکن حقیقت یہ تھی کہ انہیں خطوط کے ذریعے لیونارڈ اپنے شکاروں سے رقمیں وصول کیا کرتا تھا۔ اسٹار کے لئے وہ مضامین اسی کا ایک آدمی لکھتا تھا۔"

"تم نے آج صبح کا کوئی اخبار دیکھا۔"

"جی ہاں....!"

"لیڈی پرکاش کے متعلق خبر دیکھی تھی۔"

"جی نہیں! مجھے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ پورا اخبار دیکھ سکوں۔"

"دیکھو....!" ڈی۔ آئی۔ جی نے میز پر رکھے ہوئے اخبار کی طرف اشارہ کیا۔

حمید نے اخبار اٹھالیا۔ پہلے صفحے کی ایک مختصر سی خبر کے گرد سرخ پنسل سے بنائے ہوئے حاشئے پر اس کی نظر پہلے ہی پڑی تھی۔

خبر تھی۔ ''کل شام لیڈی پرکاش کو ایک عجیب وغریب خط موصول ہوا ہے۔ خط کسی گمنام کی طرف سے ہے اور اس کی اوٹ پٹانگ عبارت لکھنے والے کے ذہنی فتور کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے

مائی ڈیئر لیڈی پرکاش!

دریائے ٹیمز میں اس مقام پر مچھلیاں نہیں پائی جاتیں جہاں جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں۔ اگر کوئی سفید گلاب پیش کرے تو کیمرے کا دھیان ضرور رکھنا چاہئے، اللہ بڑا کارساز ہے، ویسے سنا ہے کہ کارسازی میں ہنری فورڈ بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ وی آنا میں ایک تصویر ڈیڑھ لاکھ میں بکی تھی۔ دریائے ٹیمز کی مچھلیاں تین لاکھ مانگتی ہیں۔''

حمید خبر پڑھ کر ڈی۔ آئی۔ جی کی طرف دیکھنے لگا۔

''لیکن....!'' ڈی آئی جی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ''لیڈی پرکاش کو اس قسم کا کوئی خط نہیں ملا۔ اُس نے آج ہی اس خبر رساں ایجنسی کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کیا ہے۔''

''تب تو خبر رساں ایجنسی....!''

''خبر رساں کمپنی کے کارکنوں نے اس سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ اخبارات کے ایڈیٹر کہتے ہیں کہ انہیں یہ خبر اُسی ایجنسی کے ٹیلی پرنٹرز پر موصول ہوئی ہے۔''

''لیونارڈ.... سوفیصدی لیونارڈ....!'' حمید آہستہ سے بڑبڑایا۔

''مجھے بتاؤ کہ فریدی کہاں ہے؟''

''یقین فرمائیے.... مجھے علم نہیں ہے۔''

''حملے کے متعلق اس نے کیا خیال ظاہر کیا تھا۔''

''کچھ بھی نہیں وہی عام بات۔ شہر کیا پورے ملک کے جرائم پیشہ اُن کے دشمن ہیں۔''

''لیکن میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ حملہ لیونارڈ کی طرف سے ہوا تھا۔'' ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا۔ ''فریدی ہی نے پہلی بار اس کے ہتھکڑیاں لگائی تھیں۔ پورے یورپ کی پولیس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ کیا وہ آزاد ہونے کے بعد ایسے آدمی کو چھوڑ دے گا جس کی بدولت اسے زندگی میں پہلی بار جیل کی صورت دیکھنی پڑی تھی۔''

''جی ہاں اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ لیکن فریدی صاحب نے اس دوران میں ایک بار

بھی لیونارڈ کا نام نہیں لیا۔"

"اس دوران سے کیا مراد ہے تمہاری۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آج سے چار دن قبل کی بات ہے۔" حمید فوراً سنبھل گیا۔

"کیا تم نے بھی اُسے تین دن سے نہیں دیکھا۔"

"جی نہیں۔"

"لیکن اس کی گاڑی۔"

"گاڑی وہ چار دن قبل اپنے ساتھ لے گئے تھے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ فریدی صاحب بھی آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔" حمید نے مکھن کا ڈبہ رسید کیا۔

لیکن حمید کے اس جملے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ محکمہ سراغ رسانی کا ڈپٹی انسپکٹر جنرل اتنا بدھو نہیں ہو سکتا۔

اس نے ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ لوگ جا سکتے ہیں۔"

"اب بتاؤ۔"

"کل رات ہم ساتھ ہی شر مارروڈ تک گئے تھے۔ مجھے وہاں سے ایک دوسری جگہ جانا تھا۔ پروگرام یہ تھا کہ فریدی وہیں شر مارروڈ پر ٹھہر کر میرا انتظار کریں گے، لیکن واپسی پر میں نے کار کو اسی حالت میں پایا جس کی رپورٹ آپ تک پہنچ چکی ہے۔ مگر نہیں.... رپورٹ یہ ہے کہ اس کا ایک دروازہ کھلا ہوا پایا گیا تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے چاروں دروازے بند پائے تھے۔"

"اس کی کیا اہمیت ہے۔"

"اس کی اہمیت یہ ہے کہ فریدی صاحب نہ صرف زندہ ہیں بلکہ جہاں بھی گئے ہیں۔ آزادانہ طور پر گئے ہیں، ورنہ حملہ آور کو کیا پڑی تھی کہ وہ کار کا درواز بند کر کے جاتا۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے....!"

"بکواس.... اسے منطقی دلیل نہیں کہیں گے۔ لیونارڈ جیسے مجرم جلد باز نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ فریدی اس کی گرفت میں آ گیا ہے۔"

حمید کے ذہن میں اس لغوترین خیال کے خلاف کئی دلیلیں تھیں لیکن اس نے بات بڑھانا مناسب نہیں سمجھا۔ حکام بالا کی عام ذہنیت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے ذہنی طور پر

شکست کھانے کے بعد اور زیادہ جھلا جاتے ہیں۔

"یہ بھی ممکن ہے۔" حمید بولا۔

"لیکن پچھلی رات تم کہاں گئے تھے۔"

حمید جھنجھلا گیا اور اس نے تہیہ کر لیا کہ اب سچ نہیں بولے گا۔

"شرمارو ڈ کی دوسری طرف البرٹ روڈ پر لائن آرٹ پریس ہے۔ وہاں ہمیں ایک ایسے آدمی کو چیک کرنا تھا، جو ایک بار جعلی نوٹ چھاپنے کے جرم میں سات سال کی قید بھگت چکا ہے آج کل وہ لائن آرٹ پریس میں بحیثیت مشین مین کام کر رہا ہے۔"

"اس آدمی کو کیوں چیک کرنا تھا۔"

"پتہ نہیں! فریدی صاحب کبھی مجھے اپنی اسکیموں سے آگاہ نہیں کرتے۔"

"اور یہ بُری عادت کبھی نہ کبھی اُسے پچھتانے پر مجبور کر دے گی۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح پیچھا چھڑائے۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا۔ "تم بھی جا سکتے ہو۔ لیکن مجھے لیونارڈ کے پچھلے کیس کے متعلق دوسری معلومات بھی درکار ہیں۔ جتنا بھی تمہیں یاد آسکے کل شام تک لکھ کر میرے پاس پہنچاؤ۔"

لیڈی پرکاش

حمید ذہن پر ناخوشگوار اثرات لے کر ڈی۔ آئی۔ جی کے یہاں سے واپس آیا تھا۔ وہ راستے بھر لیونارڈ کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ لیونارڈ یورپ کا بین الاقوامی شہرت رکھنے والا بین الاقوامی بلیک میلر جسے پانچ سال قبل فریدی نے ہتھکڑیاں پہنائی تھیں۔ یہ وہی لیونارڈ تھا جس نے کافی عرصہ تک سپرنٹنڈنٹ جیکسن کی حیثیت سے محکمہ سراغ رسانی پر حکومت کی تھی، اور سپرنٹنڈنٹ جیکسن اس کی قید میں سڑ تا رہا تھا۔

لیونارڈ نے زندگی میں پہلی بار فریدی کی وجہ سے جیل کی صورت دیکھی تھی۔ وہ قاتل تھا۔ سازشی تھا۔ بلیک میلر تھا لیکن لندن کی پولیس اس کے خلاف ایک بھی قتل نہ ثابت کر سکی۔ اس پر مقدمہ چلا اور اُسے عمر قید کی سزا ہو گئی۔ لیکن وہ تین سال بعد جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

فریدی نے چند ماہ پیشتر حمید کو اس کے فرار کی خبر سنائی تھی اور خدشہ بھی ظاہر کیا تھا کہ لیونارڈ ایک بار پھر مشرق کا رخ کرے گا۔

اور آج اخبار میں لیڈی پرکاش کے متعلق خبر دیکھ کر اُسے یقین آگیا کہ پچھلے چند دنوں کی وارداتوں میں لیونارڈ کے علاوہ اور کسی کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔ آج سے پانچ سال قبل بھی لیونارڈ نے یہاں کے بعض بڑے گھرانوں کی عورتوں کو بلیک میل کرنے کے لئے اسی قسم کے انوکھے طریقے ایجاد کئے تھے۔

حمید راستے بھر مختلف قسم کے خیالات میں الجھا رہا۔

پھاٹک کھلا ہوا تھا اور رکھوالی کرنے والے خوفناک السیشئن کمپاؤنڈ میں چکر لگا رہے تھے۔ جیسے ہی حمید کی کار اندر داخل ہوئی چوکیدار پھاٹک بند کر کے شاگرد پیشہ کی طرف چلا گیا۔

حمید کار کو گیراج میں ڈال کر لوٹ ہی رہا تھا کہ پھاٹک پر کوئی کار رکی اور کسی نے پھاٹک ہلانا شروع کر دیا۔

حمید سوچنے لگا کہ اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ بارہ بج چکے تھے۔ پھر وہ پھاٹک کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ سناٹے میں فائر کی آواز گونجی اور ساتھ ہی ایک چیخ سنائی دی۔ چیخ کسی عورت کی تھی۔

حمید بے تحاشہ پھاٹک کی طرف دوڑا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ قریب پہنچتا کار فراٹے بھرتی ہوئی اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

حمید چوکیدار کو آوازیں دینے لگا۔ پھاٹک کے تالے کی کنجی اسی کے پاس تھی۔

نہ صرف چوکیدار بلکہ دو تین نوکر بھی دوڑتے ہوئے پھاٹک کی طرف آئے۔

"پھاٹک کھولو جلدی....!" حمید بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

پھاٹک کھلتے ہی اس نے ٹارچ روشن کی۔ پھاٹک سے صرف تین قدم کے فاصلے پر کوئی عورت منہ کے بل پڑی ہوئی تھی اس کے جسم پر فاختئی رنگ کا ریشمی اسکرٹ تھا۔ حمید نے جھک، کر اُسے سیدھا کیا اور اس کے منہ سے ایک تحیر زدہ سی آواز نکل گئی.... یہ گلوریا تھی۔

تھوڑی دیر بعد گلوریا ڈرائنگ روم کے ایک صوفے پر بیہوش پڑی تھی اور حمید اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس کا ذہن اس فائر میں الجھا ہوا تھا جس کی آواز اس نے سنی تھی مگر گلوریا کے جسم پر کہیں بھی کوئی زخم نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی بیہوشی خوف کا نتیجہ رہی ہو۔

آدھے گھنٹے بعد گلوریا کو ہوش آگیا اور وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ پہلے وہ گھبرائی ہوئی نظروں سے

چاروں طرف دیکھتی رہی پھر کھڑی ہو کر پاگلوں کی طرح اپنے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"گولی نہیں لگی....!" حمید آہستہ سے بولا اس کے حرکات و سکنات کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز سن کر گلوریا اس طرح اچھل پڑی جیسے اسے اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔

"اوہ....مائی ڈیئر کیپٹن۔" وہ اچھل کر اس پر آرہی اور حمید ایک طرف ہٹ بھی نہ سکا۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ دیوار سے جا ٹکراتی۔

"مجھے بچاؤ.... مجھے بچاؤ۔" وہ ایک ایسے ننھے پرندے کی طرح ہانپ رہی تھی جو کسی باز کے پنجے سے اتفاقاً چھوٹ گیا ہو۔

"کیا بات ہے۔" حمید اُسے الگ ہٹاتا ہوا بولا۔

"میں خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ میں اب تک تمہیں دھوکا دیتی رہی ہوں۔ مجھے بچاؤ.... میں سب کچھ بتادوں گی۔"

"آہم....!" حمید نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ کر اُن گھنٹیوں کے بٹن دبانے لگا جو نوکروں کے کوارٹروں میں لگی ہوئی تھیں۔

"ٹھہرو....!" وہ گلوریا کی طرف مڑ کر بولا۔ "میں ابھی سنتا ہوں۔"

دو منٹ کے اندر ہی اندر سارے نوکر برآمدے میں اکٹھا ہو گئے۔ یہ تعداد میں آٹھ تھے۔

"جاؤ.... تم لوگ رائفلیں نکال لو اور کمپاؤنڈ میں پھیل جاؤ۔ عقبی پارک کا خاص طور سے خیال رکھنا اور اگر کوئی کمپاؤنڈ میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو بے دریغ گولی مار دینا۔"

نوکروں نے پہلی بار فریدی کی کوٹھی میں اس قسم کا حکم سنا تھا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکانے لگے۔

"جاؤ.... جلدی کرو۔"

"آپ ہمیں کچھ نہیں بتائیں گے۔" فریدی کے مخصوص خادم شریف نے پوچھا۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔" حمید نے سخت لہجے میں کہا۔

"آٹھ رائفلیں نکالو.... جاؤ۔"

وہ سب چلے گئے.... گلوریا دروازے میں کھڑی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ حمید اس کی طرف مڑا اور وہ پھر ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔

"ہاں اب بتاؤ۔" حمید بیٹھتا ہوا بولا۔

"کیا خطرہ ہے.... تم نے رائفلیں....!"

''چھوڑو..... یہ ہمارا دن رات کا کھیل ہے..... بہر حال اب تم جو کچھ بھی کہو گی میں اس پر یقین نہیں کروں گا۔''

''پھر بتانا ہی بیکار ہے۔''

''تمہاری مرضی۔'' حمید نے لاپروائی سے کہا۔

''خدا کے لئے بچاؤ۔ میں قطعی نادانستگی میں سازش کا شکار ہوئی ہوں۔''

''اگر یہی سچی بات تھی جو تم اب کہنے جا رہی ہو تو پہلے بتا دینے میں کیا حرج تھا۔''

''اوہ..... تم سمجھے نہیں۔ پہلے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میں بھی مار ڈالی جاؤں گی۔''

''کیا اس وقت کوئی تمہارا تعاقب کرتا ہوا آیا تھا۔''

''ہاں..... آرلکچنو سے اٹھ کر میں سیدھی گھر گئی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ اس لئے میں پیدل ہی چل پڑی تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی میرا تعاقب کر رہا ہے۔ اُف کتنا خطرناک آدمی تھا۔ ابھی تک اس کی شکل میرے ذہن پر مسلط ہے۔ اس کی آنکھوں میں درندگی تھی۔ وہ سچ مچ آدم خور معلوم ہوتا تھا۔ میں گھر آگئی اور میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ وہ باہر کھڑا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری روح لرز گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ گھر میں گھس آنے کے لئے موقع کا منتظر ہو۔ پھر میں ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دوسری طرف کے دروازے سے نکلی اور تقریباً دوڑتی ہوئی ٹیکسیوں کے اڈے پر پہنچ گئی۔ لیکن جب میں ایک ٹیکسی پر بیٹھ رہی تھی میں نے مڑ کر دیکھا اور میری جان نکل گئی کیونکہ وہ بھی ایک ٹیکسی کے قریب کھڑا تھا۔ میں جانتی تھی کہ مجھے صرف تمہارے ہی پاس پناہ مل سکتی ہے۔ میں یہاں پہنچی اور پھاٹک کھولنے کی کوشش کر رہی تھی کہ کسی نے مجھ پر فائر کیا۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا۔''

''کیا فائر اسی ٹیکسی سے ہوا تھا جس پر تم آئی تھیں۔''

''میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ فائر کس طرف سے ہوا تھا۔''

''بہر حال فائر ہوتے ہی وہ ٹیکسی چل پڑی تھی جس پر تم آئی تھیں۔''

''ہو سکتا ہے کہ فائر اسی ٹیکسی سے ہوا ہو۔''

''کیا وہ آدمی اس وقت بھی تمہارے پیچھے تھا جب تم یہاں آ رہی تھیں۔''

''میرا خیال ہے کہ تھا۔ کیونکہ ایک دوسری ٹیکسی تھوڑی ہی فاصلے سے برابر تعاقب کرتی رہی تھی۔''

''تو دوسری ٹیکسی یہاں تک آئی تھی۔'' حمید نے پوچھا۔

"مجھے ہوش نہیں.... میں یادداشت پر زور دینے کے باوجود بھی یہ نہیں بتا سکتی کہ وہ یہاں تک آئی تھی یا نہیں۔"

"اچھا... اب پرانی کہانی کی طرف لوٹ آؤ۔"

گلوریا چند لمحے حمید کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مگر تم پہلے ہی کہہ چکے ہو کہ تمہیں اس پر یقین نہیں آئے گا۔"

"شروع ہو جاؤ۔ اب زیادہ بیوقوف بننے کی تاب نہیں ہے۔"

"خیر تم یقین کرو یا نہ کرو۔ میں اب کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ جس دن میرے فلیٹ کے سامنے والی عمارت میں تقریب تھی۔ ایک فوٹو گرافر میرے پاس آیا اور مجھ سے استدعا کی کہ میں اپنے فلیٹ سے اسے تقریب کی دو ایک تصویریں لینے دوں۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ ایک مقامی روزنامے کا فوٹو گرافر ہے۔ ڈیلی آبزرور کا فوٹو گرافر۔ میرا اس میں کوئی نقصان نہیں تھا۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ تھوڑی دیر تک جگہ منتخب کرتا رہا اور آخر کار اس نے اس کام کے لئے غسل خانہ پسند کیا۔ اس کی ایک کھڑکی بالکل اس مقام کے سامنے تھی جہاں مہمانوں کا استقبال کیا جا رہا تھا۔ میں اُسے غسل خانے میں چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ دراصل میں اس دن ایک دلچسپ ناول پڑھ رہی تھی اور اُسے ختم کئے بغیر رکھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ کچھ دیر بعد میں نے فائر کی آواز سنی تھی لیکن میں نے اُسے کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ پڑوس کے بچے اکثر نقلی امریکن پستولوں سے کھیلتے رہتے تھے اور کئی تو اتنے شریر تھے کہ اکثر ہاتھ بڑھا کر میری بالکنی پر فائر کر دیا کرتے تھے اور مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے دھماکہ میرے کان کے قریب ہی ہوا ہو۔ میں یہی سمجھی کہ یہ کسی بچے کی شرارت ہی ہوگی اور پھر میری آنکھیں اس وقت کھلیں جب پولیس والے فلیٹ میں گھس آئے۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی اور یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس وقت تک اس کا علم نہیں ہوا جب تک غسل خانے سے خالی کارتوس نہیں برآمد ہوا۔ فوٹو گرافر جا چکا تھا۔ میں نے جلدی میں ایک فیصلہ کیا یہی کہ میں اس سے لاعلمی ہی ظاہر کرتی رہوں ورنہ مجھے اس فوٹو گرافر کو پیدا کرنا پڑے گا۔ میں نے پولیس کو بیان دیا کہ میں سو رہی تھی۔ اگر کوئی اس دوران میں فلیٹ میں گھس آیا ہو تو میں نہیں جانتی کیونکہ میں سونے سے قبل فلیٹ کا دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی۔ پولیس مجھے ہر ہر طرح سے ہلاتی جلاتی رہی مگر میں اپنے پچھلے بیان سے ایک انچ بھی نہیں ہٹی۔ پھر تم اسلم بن کر آئے۔ میں تمہیں بہت دنوں سے جانتی تھی اور مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ حملہ کرنل فریدی پر ہوا ہے۔ تم اسلم کے روپ میں آئے تو میں سمجھ گئی کہ اب مجھے تختہ مشق بنایا

جائے گا۔ میں نے سوچا کہ اگر تم پر یہ ظاہر کئے دیتی ہوں کہ تم کیپٹن حمید ہو تو یہ تمہارے شبہات کو تقویت دینے کے لئے کافی ہوگا۔ میں خاموش رہی۔ لیکن تم نے کل رات اسے دوسرے طریقے سے اگلوالیا۔ میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں کہ میں تمہیں پہلے سے جانتی ہوں۔ میں تمہیں بہت قریب سے دیکھتی رہی ہوں۔ تمہاری دوستی کی خواہش مند تھی مگر تم عموماً اونچے طبقے کی عورتوں میں اٹھتے بیٹھتے تھے، میں ایک غریب لڑکی تھی اس لئے کبھی ہمت نہیں کر سکی، جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکی۔ جو برتاؤ چاہو کرو۔ میں تمہارے ہاتھوں مرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔"

حمید اُسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ جب وہ اپنی داستان ختم کر چکی تو اُس نے کہا۔"اب میں اُس سچی بات کا منتظر ہوں، جو تم مجھے کل بتاؤ گی۔"

"تمہاری مرضی۔"گلوریا مایوسانہ انداز میں بولی اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"اگر میں تمہاری اس داستان پر یقین کر لوں تو ایک دوسرا سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔"

"وہ کیا.....!"گلوریا آنکھیں کھول کر بے دلی سے بولی۔

"کارتوس.....رائفل کا تھا.....اور رائفل ایسی چیز نہیں جسے کوئی فوٹوگرافر اپنے کیمرے میں چھپا سکے۔"

"ہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔"گلوریا سر ہلا کر بولی۔"اس کے پاس ایک کیمرے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر میں تو اپنے کمرے میں تھی۔ ہو سکتا ہے باہر کوئی دوسرا آدمی بھی رہا ہو۔ مگر میں کہتی ہوں کہ آخر وہ کارتوس غسل خانے میں کیوں پھینک دیا گیا۔ کیا رائفل سے خالی کارتوس نکالے بغیر وہ وہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔"

"اب خود تم نے ہی ایک دوسرا سوال بھی پیدا کر دیا۔"حمید مسکرا کر بولا۔

"نہیں تم خود سوچو! آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا کوئی آدمی جان بوجھ کر مجھے پولیس کے چکر میں پھنسانا چاہتا ہے۔"

"کیا تم کسی اہم شخصیت کی مالک ہو۔"

"میری شخصیت کے بارے میں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔"

"پھر کوئی تمہیں پھنسانا کیوں چاہے گا۔ کیا تمہارے جیل جانے سے کسی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کسی ایسی ہی عورت کا نام لو جو تمہاری رقیب ہو۔"

"میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتی.....مگر پھر کارتوس.....!"

"کارتوس.....جلدی میں رہ گیا۔ فائر کرنے والا اُسے چھپا کر ہی فلیٹ میں لایا ہوگا۔ چھپا کر

ہی واپس لے گیا ہو گا۔ چھپا کر لے جانے کے لئے اُسے نال اور کندے کو الگ کرنا پڑا ہو گا لہٰذا کارتوس کا گرنا ضروری ہے۔"

"اوہ....!"

"لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ تمہیں مار ڈالنے پر کیوں تل گئے ہیں۔"

"میں کیا بتا سکتی ہوں۔"

"تم اُن سے واقف نہیں ہو۔"

"قطعی نہیں۔"

"پھر مار ڈالنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"اوہ ڈیئر! میں نے اس قسم کے بہتیری داستانیں پڑھی ہیں۔ وہ ایسے آدمیوں کو مار ڈالتے ہیں جو اُن کے ایک آدمی کا بھی صورت آشنا ہو۔"

"یعنی....!"

"ظاہر ہے کہ میں اس فوٹو گرافر کو دوبارہ دیکھتے ہی پہچان لوں گی۔"

"تم نے ڈیلی آبزرور کے دفتر کے چکر ضرور لگائے ہوں گے۔" حمید اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"قدرتی بات ہے.... میں اپنی گردن ضرور چھڑانا چاہوں گی۔"

"لیکن وہ وہاں نہیں ملا۔"

"ملا..... لیکن وہ فوٹو گرافر نہیں ہے۔"

"وہ فوٹو گرافر نہیں ہے۔"

"تو تم نے اُسے تلاش کر لیا ہے۔"

"میں نے اُسے تلاش کر لیا ہے اور شائد اسی لئے.... اب وہ مجھے ختم کر دینا چاہتے ہیں۔"

"وہ کون ہے۔"

"میں نہیں جانتی۔ لیکن اس کے ٹھکانے سے واقف ہوں۔ اب اس کے چہرے پر گھنی مونچھیں ہیں۔"

"بہت چالاک معلوم ہوتی ہو۔" حمید پھر اُسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا۔

"نہیں اس کی سب سے بڑی پہچان اس کی انگلیاں تھیں۔ میں نے ایسی انگلیاں کبھی نہیں دیکھیں۔ بیچ کی انگلی کے علاوہ اور ساری انگلیاں ایک جیسی لمبائی رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ چھوٹی انگلیاں

بھی قریب قریب پہلی ہی انگلیوں کے برابر ہوں گی۔"

حمید کچھ نہ بولا.... وہ.... خالی.... خالی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

❁

لیڈی پرکاش اپنی کوٹھی کے برآمدے میں ٹہل رہی تھی۔ رات کے دو بج چکے تھے، لیکن اس کی آنکھوں میں نیند کا کوسوں پتہ نہیں تھا۔ وہ بار بار پائیں باغ میں پھیلے ہوئے اندھیرے میں آنکھیں گاڑ دیتی تھی۔ سر پرکاش اس وقت کوٹھی میں موجود نہیں تھے، ورنہ وہ بھی اُسی کے ساتھ ٹہلتے ہوئے نظر آتے۔ وہ اسے بے حد چاہتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ اس سے دوگنی عمر کے تھے یا شائد اس سے بھی زیادہ۔ لیڈی پرکاش زیادہ سے زیادہ پچیس سال کی رہی ہو گی۔ لیکن قدرت کی صناعی کا ایک بہترین نمونہ۔ وہ مرمر سے تراشا ہوا ایک سبک سا مجسمہ معلوم ہوتی تھی۔

اس نے خبر رساں ایجنسی کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ تو دائر کر دیا تھا لیکن نہ جانے کیوں اخبار کی وہی خبر اس کے ذہن میں انتشار برپا کئے ہوئے تھی۔

وہ برآمدے سے پھر اندر لوٹ گئی۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو....!"

"کون بول رہا ہے۔"

"لیڈی پرکاش....!"

"آج تم نے اخبار میں خبر دیکھی۔ ذرا سوچنا تو وہ آدمی کتنا چالاک ہے، جو تمہارے متعلق اتنی معلومات رکھتا ہے، ایک بار تم وی۔ آنا میں بھی اُس سے دوچار ہو چکی ہو۔ وہ ساری معلومات ایسے ہی انوکھے انداز میں کسی اخبار کی زینت بھی بن سکتی ہیں اور تصویریں تو ایسے مواقع پر مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ اچھا شب بخیر۔" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ اور لیڈی پرکاش بدحواس ہو کر ایک کرسی میں گر گئی۔

ادھوری نظم اور گھونسہ

حمید گلوریا کو گھور رہا تھا۔

"اور اگر تمہارے بتائے ہوئے پتہ پر وہ آدمی نہ ملا تو۔" اس نے کہا۔

"اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ کرنل جیسے آدمیوں پر حملہ کرنے کے

لئے گروہ چاہئے۔ مجرم یقیناً انتہائی دلیر اور چالاک ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ اسے اس بات کا علم ہو کہ میں اس کے ٹھکانے سے واقف ہوگئی ہوں۔ نہیں مجھے یقین کے ساتھ کہنا چاہئے کہ اسے اس کا علم ہے، ورنہ مجھ پر حملہ کیوں ہوتا۔"

"تم پر حملہ....!" حمید کسی سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "نہیں تم مجھے مطمئن نہیں کرسکتیں۔ تم نے اس درمیان میں کئی رنگ بدلے ہیں۔ میں کس طرح یقین کرلوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ حملہ بھی کسی سازش کا نتیجہ ہو۔ اس طرح مجرم تمہیں ہم سے قریب رکھنا چاہتے ہوں.... نہیں! تمہیں میری نجی قید میں رہنا ہوگا۔"

"نجی قید سے کیا مراد ہے۔"

"یہی کہ جب تک ہم اصل مجرم کو نہ پکڑ لیں، تم یہیں اسی عمارت میں رہو گی۔"

"اور تم اسے قید کہتے ہو۔" گلوریا مسکرا کر بولی۔ "تم اگر دھکے دے کر نکالو تب بھی یہاں سے نہیں جاؤں گی۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے۔ اتنے میں ایک نوکر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کاندھے سے رائفل لٹکی ہوئی تھی۔

"صاحب ہمیں کتنی دیر تک اسی طرح رہنا ہے۔"

"ساری رات۔ بھاگ جاؤ۔" حمید جھلا کر بولا۔

"مگر کرنل صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں۔"

"کرنل صاحب۔" حمید اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔"

"وہ کہاں ہیں۔"

"اپنے کمرے میں۔"

حمید گلوریا کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر تقریباً دوڑتا ہوا فریدی کے کمرے تک آیا۔ نوکر کا بیان درست تھا۔ فریدی شب خوابی کے لباس میں تھا اور غالباً سونے کی تیاری کررہا تھا۔

"کیا ہنگامہ برپا کررکھا ہے۔" فریدی اُسے دیکھ کر بڑبڑایا۔

"ہنگامہ....!" حمید اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔ شائد وہ کچھ اور بھی کہنے جارہا تھا لیکن فریدی نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"اب وہ کیا کہتی ہے۔"

"آپ اندر کس طرح آئے۔"

"پیروں سے چل کر.... تم میری بات کا جواب دو۔" فریدی خشک لہجے میں بولا۔

حمید چند لمحے اُسے گھورتا رہا پھر گلوریا کی بیان کی ہوئی داستان دہرادی۔

حمید کے خاموش ہو جانے کے بعد بھی فریدی کچھ نہ بولا۔

"اب آپ فرمائیے کہ یہ سب کیا تھا۔ آپ ہمیشہ مجھے تاریکی میں رکھ کر ذلیل کراتے ہیں۔"

"آئندہ اُجالے میں ذلیل کروں گا مطمئن رہو۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"ڈی۔ آئی۔ جی آپے سے باہر ہے۔ ریکارڈ روم سے لیونارڈ کا کیس بیگ غائب ہو گیا ہے۔"

"کیس بیگ....!" فریدی نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں کیس بیگ.... اسی بناء پر ڈی۔ آئی۔ جی نے لیونارڈ کی واپسی کے متعلق سوچا ہے اور پھر آج کے اخبارات میں لیڈی پرکاش کے متعلق ایک خط شائع ہوا ہے۔"

"ہاں میں نے بھی دیکھا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ لیونارڈ ہماری سرزمین پر قدم رکھ چکا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مجھ پر وہ حملہ اسی کی طرف سے ہوا ہو۔"

"میں پچھلی رات کے حملے کے متعلق جاننا چاہوں گا۔"

"پچھلی رات بھی حملہ ہوا تھا لیکن وار خالی گیا اور وہ میری گرفت میں آنے کے بعد بھی نکل گیا۔"

"لیکن سیٹ پر خون کیسا تھا۔ آپ تو مجھے زخمی بھی نہیں نظر آتے۔"

"مجھے پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حملہ آور ہی زخمی ہو گیا ہو۔ میں نے اس کی گردن پکڑی تھی۔"

"کیا خیال ہے۔ کیا لیونارڈ بذاتِ خود حملے کر رہا ہے۔"

"نہیں.... اسکے آدمی۔ وہ تو صرف اسکیمیں بناتا ہے۔ اس قسم کے کام خود نہیں کرتا۔"

"تعجب ہے کہ اس نے اتنی جلدی یہاں آدمی بھی مہیا کر لئے۔"

"اس کے آدمی یہاں تھے کب نہیں۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اس کے آدمی ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ یہاں آکر اس نے دوبارہ انہیں منظم کر لیا۔"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر حمید نے کہا۔ "گلوریا کے بیان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔"

"یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔"

"کیوں؟ کس طرح یقین کر لیا آپ نے.... اس سے پہلے بھی تو مختلف قسم کے بیانات.... مگر کہاں۔ میں نے پچھلی رات کی باتیں تو آپ کو بتائی ہی نہیں۔ وہ اسلم کی حیثیت میں بھی میری اصلیت سے واقف تھی۔"

حمید نے وہ واقعہ بھی دہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔" فریدی سر ہلا کر بولا۔ "لیکن یہ بیان جو اس نے اس وقت دیا ہے! قطعی درست معلوم ہوتا ہے۔"

"میں یقین کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔" حمید نے متفکرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ حملہ بھی ایک ڈرامہ ہو۔"

"ڈرامہ تو تھا ہی....!"

"پھر بھی آپ....!"

"ہاں! لیکن اس ڈرامے میں ولین کا رول میں ادا کر رہا تھا اور جس وقت تم اُسے پھاٹک سے اٹھا کر اندر لا رہے تھے، میں بھی خاموشی سے اندر چلا آیا تھا۔"

فریدی خاموش ہو کر مسکرانے لگا۔ "یہ حال ہے تمہارا۔ اگر حقیقتاً حملہ آور میرے علاوہ کوئی اور ہوتا تو تمہارے یہ انتظامات رکھے رہ جاتے۔"

"لیکن مجھے ڈی۔ آئی۔ جی کی جھڑکیاں سننی پڑی ہیں.... اس کا ذمہ دار کون ہے۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔

"پرواہ مت کرو....!"

"اگر بال بچے دار ہوتا تو واقعی پرواہ نہ کرتا.... سمجھے آپ....؟"

"میں سب کچھ سمجھ گیا۔ لڑکی کو فی الحال یہیں رکھو.... لیکن....!"

"خبردار.... خبردار....!" حمید نے فریدی کا جملہ پورا کرنے کے لئے بکنا شروع کر دیا۔

"اُسے اپنی بہن سمجھنا اور وغیرہ وغیرہ....!"

"بکواس مت کرو.... جو کچھ میں کہوں اس پر عمل کرو۔" فریدی نے کہا اور اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔

کمرے میں کافی دیر تک ہلکی ہلکی سرگوشیاں گونجتی رہیں۔

❀

دوسرے دن لیڈی پرکاش کی سالگرہ تھی۔ پوری کوٹھی میں مہمان بھرے ہوئے تھے۔ اچانک ایک ملازم نے اسے اطلاع دی کہ فون پر اسے کوئی بلا رہا ہے۔

پچھلی رات کا فون اب بھی اس کے ذہن پر مسلط تھا۔ اس لئے وہ کانپ کر رہ گئی۔ حالانکہ صبح

سے اب تک کئی کالیں ریسیو کر چکی تھی لیکن پھر بھی ہر کال پر اُس کا دل لرز اٹھتا تھا۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیڈی پرکاش....!"

"جی ہاں.... آپ کون ہیں؟"

جواب میں ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا پھر آواز آئی۔ "دریائے ٹیمز کی مچھلیوں میں سے ایک۔"

"دیکھئے.... میری درخواست سنئے۔" لیڈی پرکاش نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں سر دست اتنی بڑی رقم کا انتظام نہیں کر سکتی.... رحم کیجئے۔"

"سر پرکاش ارب پتی ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ٹھیک ہے! لیکن میں انہیں کیا بتاؤں گی۔ کیا بہانہ کروں گی۔ تین لاکھ بہت ہوتے ہیں۔"

"کوشش کرو.... ورنہ انجام تم جانتی ہو۔"

"میں سب کچھ جانتی ہوں۔ اچھا فی الحال مجھے معاف کیجئے۔ میرے یہاں مہمان ہیں۔ میں پھر جواب دوں گی۔ وہ انجام میں پسند نہیں کروں گی جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔"

"اچھا.... لیکن بہت جلد۔ میں زیادہ انتظار نہیں کروں گا۔" لیڈی پرکاش ریسیور رکھ کر کچھ دیر وہیں کھڑی رہی پھر لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے باہر چلی گئی۔

❁

حمید فون کا ریسیور رکھ کر ڈی۔ آئی۔ جی کی طرف مڑا۔ وہ اس وقت محکمہ سراغ رسانی کے آپریشن روم میں تھے اور حمید نے یہیں سے لیڈی پرکاش سے فون پر گفتگو کی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ان کی گفتگو ریکارڈ بھی ہوتی گئی تھی۔

پھر پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر آپریٹر نے ریکارڈ تیار کر کے گراموفون پر رکھ دیا۔

ڈی۔ آئی۔ جی نے ریکارڈ سن کر تحسین آمیز نظروں سے حمید کی طرف دیکھا۔

"فریدی نے تمہیں بہت اچھی ٹریننگ دی ہے۔"

حمید کوئی جواب دینے کے بجائے شرمیلے انداز میں مسکراتا رہا۔

"اچھا! میرے آفس میں آؤ۔"

آفس میں پہنچ کر ڈی۔ آئی۔ جی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور جب وہ خود بیٹھ گیا تو حمید نے بھی اُس کی تقلید کی۔

"اس گفتگو سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے بھی کوئی اس کے متعلق اُس سے گفتگو کر چکا ہے۔"

"جی ہاں یہی معلوم ہوتا ہے۔"

"تب تو ہم اُسے آسانی سے پکڑ سکیں گے۔"

حمید نے وجہ نہیں پوچھی۔ ڈی۔ آئی۔ جی نے خود کہا۔ "لیڈی پرکاش کے فون سے ایک دوسرا فون کنکٹ کرالیا جائے اور ایک آدمی ہر وقت اُسے اٹنڈ کرے۔ جب کوئی بھی اس قسم کی کال لیڈی پرکاش کے پاس آئے ہم فوراً ہی انکوائری سے دریافت کرلیں کہ وہ کال کہاں سے آئی تھی۔"

حمید فوراً ہی کچھ نہیں بولا۔

"کیوں....؟" ڈی۔ آئی۔ جی نے اس سے رائے طلب کی۔

"مگر دشواری یہ ہے جناب والا....!" حمید خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔

"ہاں ہاں! کہو کیا دشواری ہے۔"

"اگر انکوائری نے کسی پبلک کال بوتھ کا حوالہ دیا تو۔"

"ہوں....!" ڈی۔ آئی۔ جی بھی کچھ سوچنے لگا۔

"لیونارڈ ایسا خطرہ کبھی نہ مول لے گا۔ اس قسم کے کاموں کے لئے پبلک کال بوتھ ہی سے فون کراتا ہو گا۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔" ڈی۔ آئی۔ جی سر ہلا کر بولا۔ "لیکن پھر تم نے اپنی اور اُس کی گفتگو کیوں ریکارڈ کرائی ہے۔"

"دیکھئے مجرموں تک ہم صرف لیڈی پرکاش ہی کے ذریعہ پہنچ سکیں گے لیکن اگر میں ابھی جاکر اُس سے کچھ پوچھنا چاہوں تو وہ قطعی لاعلمی ظاہر کرے گی اور اس خیال کا مضحکہ اڑادے گی کہ کوئی اُسے بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ ریکارڈ بہر حال اُسے راہِ راست پر لے آئے گا۔"

"ٹھیک ہے....اچھا....اب فریدی کے متعلق کچھ بتاؤ۔"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے متعلق کیا عرض کروں۔ مجھے ابھی تک اُن کی طرف سے کوئی پیغام نہیں ملا اور نہ میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں، لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں گے محفوظ ہی ہوں گے۔"

"مگر اب اُس کے اس طریقہ کار سے میں بھی عاجز آگیا ہوں۔ ہر موقع پر اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ رویہ درست نہیں معلوم ہوتا۔"

"حضور والا! گستاخی ضرور ہے، مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اپنی زندگی کی حفاظت کرنے کے سلسلے میں اکثر غیر قانونی طریقے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اس وقت فریدی صاحب کی

زندگی اور موت کا سوال ہے۔ لیونارڈیا جو کوئی بھی ہوا نہیں ہر قیمت پر ختم کردینے پر تل گیا ہے۔ آپ خود غور فرمایئے۔ ایسی صورت میں۔"

ڈی۔ آئی۔ جی کچھ نہ بولا۔ لیکن اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ڈی۔ آئی۔ جی سر کی جنبش سے اُسے جانے کا اشارہ کرتا ہوا میز پر پھیلے ہوئے کاغذات کی طرف متوجہ ہو گیا۔

❁

حمید اُن کاموں میں سے ایک کو پایہ تکمیل تک پہنچا چکا تھا۔ جو اُسے پچھلی رات فریدی نے بتائے تھے۔ لیکن ابھی دو اور باقی تھے جن میں سے ایک قطعی بے سروپا اور کسی ایسے دماغ سے متعلق معلوم ہوتا تھا جس میں فتور ہو۔

پچھلی رات اُسے توقع تھی کہ آج صبح فریدی سے ناشتے کی میز پر ضرور ملاقات ہو گی لیکن وہ منہ اندھیرے ہی پھر کہیں چلا گیا تھا۔ اس نے حمید کے لئے ایک تحریر اس غرض سے چھوڑی تھی کہ اس کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔ اس نے یہ نہیں لکھا تھا کہ وہ پھر کب اور کہاں ملے گا۔

حمید ٹھیک چار بجے گھر سے روانہ ہو گیا، جو کام اب اُسے کرنا تھا وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھا اور اس کا مقصد کم از کم اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

بہر حال کام تو اسے کرنا ہی تھا اور خود اس کا انجام تقدیر کے رحم و کرم پر تھا۔ کام ایسا ہی تھا ایک مخصوص مکان کی کھڑکی کے نیچے کھڑے ہو کر گنگنانا اور پھر نظم بھی ایسی جس میں گھر کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی کو مخاطب کیا گیا ہو۔ انجام ظاہر ہے۔ لیکن وہ مطمئن تھا کہ انجام کی ساری ذمہ داری فریدی کے سر ہو گی۔ لاکھ پوچھنے پر بھی فریدی نے اس حرکت کا مقصد نہیں بتایا تھا۔

مکان ایسے حصے میں تھا جہاں زیادہ تر غیر ملکی آباد تھے۔ نظم انگریزی میں تھی۔ اس سے حمید نے اندازہ کر لیا تھا کہ مکین یوروپین ہی ہوں گے۔

یہ حرکت اسے میک اپ میں کرنی تھی، لہٰذا اس کی طرف سے تو اطمینان تھا کہ کسی قسم کا کھپلا ہونے پر دوسرے دن کے اخبارات یہ نہ لکھ سکیں گے کہ محکمہ سراغ رسانی کا ایک آفیسر انگریزی میں غنڈہ گردی کرتا ہوا پکڑا گیا ہے۔

کھڑکی کھلی ہوئی تھی.... اور کمرے میں کھنکتے ہوئے سے قہقہے گونج رہے تھے۔ اکثر سریلی

قسم کی چیخیں بھی سنائی دیتی تھیں۔

حمید ٹھیک کھڑکی کے سامنے پہنچ گیا۔ اندر تین انگریز لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ربر کا ایک چھوٹا سا غبارہ تھا اور شاید بقیہ دو میں سے کسی ایک پر وہ غبارہ کھینچ مارنا چاہتی تھی۔ دونوں نے خود کو بچانے کے لئے خاصی دھما چوکڑی مچا رکھی تھی۔

حمید نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ قریب و دور ہر طرف سناٹا تھا۔

اس نے نظم شروع کردی۔

"یہ کھڑکی.... میری امیدوں کا مرکز ہے۔"

لڑکیاں چونک کر رک گئیں۔ وہ آنکھیں پھاڑے اُسے گھور رہی تھیں۔

حمید ہولے ہولے رٹی ہوئی نظم دہراتا رہا۔

"میں اس گھر کی سب سے حسین لڑکی کو مخاطب کر رہا ہوں۔

یہ کھڑکی کل بھی کھلی ہوئی تھی۔

لیکن آج اس کے گرد بہاریں لہرا رہی ہیں۔

روز صبح سورج کی پہلی کرن اس سے گذر کر کسی کے گال چومتی ہے۔

میں اُس لڑکی سے مخاطب ہوں۔"

غبارہ حمید کے چہرے سے ٹکرا کر پھٹا اور اُس میں بھرے ہوئے رنگین پانی کی کافی مقدار اُس کے حلق کے نیچے اُتر گئی۔

دوسرے لمحے میں وہ اپنا سینہ دبائے ہوئے بُری طرح تھو تھو کر رہا تھا۔

پھر حمید کے سنبھلنے سے پہلے ہی طوفان اس کے سر پر پہنچ گیا۔ ایک لحیم شحیم اور معمر عورت اُس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ہوئی گالیاں اڑا رہی تھی۔

"حرامی.... کتے.... لڑکیوں کو چھیڑتا ہے.... جانتا ہے میں مسز وارنر ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر حمید پر جھپٹی اور حمید اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

"کیا بات ہے۔" کسی نے قریب ہی سے کہا۔ حمید بوکھلاہٹ میں اس کی صرف ایک ہی جھلک دیکھ سکا۔ وہ بھی کوئی انگریز ہی تھا۔

"لڑکیوں کو پریشان کرتا ہے۔" مسز وارنر دھاڑ کر بولی۔

حمید نے اچھل کر بھاگنا چاہا۔ لیکن انگریز کا گھونسہ اس سے پہلے ہی اس کے جبڑے پر پڑ چکا تھا۔ وہ کئی فٹ دور جا پڑا۔

اور پھر اُس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ کسی طرح وہاں سے بھاگ نکلے کیونکہ قرب و جوار کے بنگلوں سے لوگوں نے باہر نکلنا شروع کر دیا تھا۔ اُسے کچھ اچھی طرح یاد نہیں تھا کہ وہاں سے سر پر پیر رکھ کر بھاگا تھا یا پیر پر سر رکھ کر۔

لفافہ

حمید دو دن تک اپنی چوٹیں سہلاتا رہا۔ تیسرا کام اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا اور حمید نے اسے اب تک انجام نہیں دیا تھا۔ وہ فریدی کا منتظر تھا۔ لیکن اس واقعے کے بعد سے اب تک اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

اور لیونارڈ.... لیونارڈ کو تو وہ جہنم میں جھونک چکا تھا۔ اگر آفس میں کبھی اُس کے نام کی صدا کان میں پڑتی تو حمید ایسا بُرا منہ بناتا جیسے کسی نے اُسے گالی دی ہو۔

فریدی کے متعلق پوچھ گچھ کرنے والوں کو اول تو وہ کوئی جواب ہی نہیں دیتا تھا، لیکن اگر کوئی زیادہ پریشان کرتا تو اس کا جواب ہوتا۔ "جہنم میں۔"

آفیسروں سے صرف لاعلمی ظاہر کر دیتا۔

تیسرا کام.... وہ اب اس کے متعلق سوچنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

اُسے اب اس کی فکر بھی نہیں تھی کہ فریدی نے اُسے مسز وارنر کے یہاں کیوں بھیجا تھا؟ اس کا مقصد کیا تھا؟

وہ تو اب مسز وارنر اور اس کی تینوں لڑکیوں سے نپٹنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کے متعلق ان دو دنوں میں کافی معلومات بہم پہنچائی تھیں۔

آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس انگریز سے تو ضرور ہی بھڑے گا جس نے اس پر حملہ کیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ مسز وارنر کا کوئی پڑوسی ہی ہوگا اور اس کا پتہ مسز وارنر ہی سے مل سکتا تھا۔ لیکن وہ بحیثیت کیپٹن حمید مسز وارنر کے یہاں جا دھمکا۔

مسز وارنر اس کا وزیٹنگ کارڈ دیکھ کر بوکھلا گئی۔

"میں ایک رپورٹ کے سلسلے میں تفتیش کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔"

"کیسی رپورٹ کیپٹن....! اوہ ٹھہریئے.... اس موسم میں آپ چائے پینا تو ضرور پسند کریں گے۔" مسز وارنر نے کہا۔

"نہیں شکریہ۔" حمید نے خشک لہجے میں کہا۔ "رپورٹ تمہارے خلاف لکھوائی گئی ہے۔"

"میرے خلاف.... نہیں۔" اُس نے حیرت سے کہا۔

"دو دن قبل تم نے ایک آدمی مسٹر خان کو اپنی لڑکیوں کی مدد سے نہ صرف لوٹ لیا بلکہ اسے زدوکوب بھی کیا تھا۔ مسٹر خان نے رپورٹ میں لکھوایا ہے کہ تمہاری لڑکی اُسے پھانس کر یہاں لائی اور تم نے اس کی جیب سے ڈیڑھ ہزار روپے نکلوا لئے پھر دو تین مردوں نے مل کر اُسے خوب پیٹا۔"

"اوہ.... تو اس حرامزادے نے یہ لکھوایا ہے۔" مسز وارنر نے کہا اور لفظ حرامزادے پر حمید کا خون کھولنے لگا۔

"ذرا ٹھہریئے۔" مسز وارنر بولی۔ "میں مسٹر بارن کو بلاتی ہوں۔"

وہ یہیں موجود تھے اور میں اُن کے سامنے ہی آپ سے اس مسئلے پر گفتگو کروں گی۔"

"شوق سے بلاؤ۔" حمید نے کہا اور اس کی نظر بچا کر اس کی ایک لڑکی کو آنکھ ماردی۔ تینوں لڑکیاں بھی کمرے میں موجود تھیں جسے آنکھ ماری گئی تھی اس نے مسکرا کر منہ پھیر لیا۔

"تم لوگ میری واپسی تک اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کروگی۔" اس نے اپنی لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا اور باہر چلی گئی۔

لڑکیاں حمید کی طرف دیکھ دیکھ کر آپس میں اشارے کرتیں اور ہنسنے لگتیں۔

"کیا مجھ میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے دیکھ کر ہنسی آسکے۔"

لڑکیاں اور زور سے ہنسنے لگیں۔ یہ سب جوان تھیں اور ان کے متعلق یہ اندازہ کرلینا مشکل تھا کہ ان میں سے کون چھوٹی ہے لور کون بڑی۔ ایک جسے حمید نے آنکھ ماری تھی وہ اس سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھی اور کچھ دبی دبی سی بھی نظر آنے لگی تھی۔ حمید نے سوچا کہ یہی تدبیر معقول رہے گی۔ ورنہ یہ لڑکیاں ہنستی رہیں گی اور وہ خواہ مخواہ خود کو بیوقوف محسوس کرتا رہے گا۔ اس نے باری باری سے بقیہ دو کو بھی آنکھ مار کر ٹھنڈا کردیا اور پھر حمید آنکھ مارنے کے نفسیاتی پس منظر پر غور کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد مسز وارنر ایک انگریز کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی اور حمید نے اس انگریز کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔

یہ وہی تھا جس نے اس کے جبڑے پر گھونسہ مارا تھا۔ حمید نے نیچے سے اوپر تک اس کا جائزہ لیا اور اس کا یہ اندازہ کافی تحقیر آمیز تھا۔ غالباً انگریز نے بھی یہ بات محسوس کرلی۔

''اب پوچھئے.... مسٹر بارن سے۔'' مسز وارنر بولی۔

''میں تم سے پوچھتا ہوں اگر یہ تمہارے گواہ ہیں تو ان کی ضرورت عدالت میں پیش آئے گی۔''

''لیکن میں کم از کم حقیقت تو ظاہر ہی کر سکوں گا۔'' مسٹر بارن مسکرا کر بولا۔

''میں اُسی سے گفتگو کروں گا جس کے خلاف رپورٹ لکھوائی گئی ہے۔''

''رپورٹ کس نے لکھوائی ہے۔'' بارن نے پوچھا۔

''کسی مسٹر خان نے....!'' مسز وارنر نے جواب دیا۔

''فون ہے تمہارے یہاں۔'' بارن نے مسز وارنر سے پوچھا۔ حمید نے اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک دیکھی۔

''نہیں....!''

''اچھا تو میں پولیس اسٹیشن سے معلوم کرتا ہوں۔'' بارن نے کہا اور باہر چلا گیا۔

حمید کا چہرہ ایک بار پھر فق ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ کوتوالی میں اس قسم کی کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی گئی تھی۔ اُسے توقع تھی کہ وہ یونہی مسز وارنر کو رعب میں لے لے گا، ورنہ اس نے کوتوالی کے انچارج انسپکٹر جگدیش کو پہلے ہی سمجھا دیا ہوتا۔

اُس نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا۔ فی الحال پھر فرار ہی پر قرار کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

''اچھا مسز وارنر....!'' وہ اٹھتا ہوا بولا۔ ''بہتر طریقہ یہی ہوگا کہ میں ایک سڑا سا کانسٹیبل بھیج کر تمہیں کوتوالی میں طلب کروں۔ پھر میں دیکھوں گا تمہارے حمائتیوں کو۔''

مسز وارنر اُسے روکتی رہی لیکن وہ بڑی تیزی سے باہر نکلا اور کار میں بیٹھ گیا۔

❁

بارن واپس آیا تو اس نے حمید کو کمرے میں نہیں دیکھا۔ مسز وارنر بہت زیادہ متفکر نظر آ رہی تھی۔

''کہاں گیا؟'' بارن نے پوچھا۔

''دھمکی دے کر گیا ہے کہ میں تمہیں کوتوالی میں طلب کروں گا۔''

بارن نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ مسز وارنر کی لڑکیاں کمرے سے جا چکی تھیں۔

''تم بالکل بیوقوف ہو ایما۔'' بارن آہستہ سے بولا۔

مسز وارنر کے چہرے پر پہلے تو حیرت کے آثار پیدا ہوئے پھر وہ چقندر کی طرح سرخ ہو گئی۔ بارن سے اس کی واقفیت صرف چند دنوں پہلے کی تھی۔ لیکن وہ اتنی بے تکلفی سے نہ صرف اُسے اس کی عرفیت سے مخاطب کر رہا تھا بلکہ بیوقوف بھی کہہ رہا تھا۔ مسز وارنر اُن عورتوں میں سے تھی جنہیں رکھ رکھاؤ اور آداب کا بڑا خیال ہوتا ہے۔"

"مسٹر بارن....!" وہ خشک لہجے میں بولی۔ "میرا خیال ہے کہ ابھی ہماری جان پہچان بے تکلفی کی حدود میں نہیں داخل ہوئی۔"

"ہم سالہا سال سے ایک دوسرے سے واقف ہیں۔" بارن مسکرا کر بولا۔

"مسٹر بارن میں بے تکلفی کی عادی نہیں ہوں۔"

"ایما.... پھر کہتا ہوں کہ تم اس بے تکلفی پر فخر کرو گی۔"

"مسٹر بارن....!" مسز وارنر تقریباً چیخ کر بولی۔

"اُہا.... ایما! افسوس ہو گا۔" بارن مسکرا کر بولا اور اپنے جیب سے ایک کارڈ نکال کر مسز وارنر کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ پر جلی حروف میں صرف "لیونارڈ" تحریر تھا۔

مسز وارنر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں وہ برسوں کی بیمار نظر آنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ۔" بارن نے نرم لہجے میں کہا۔

مسز وارنر بیٹھ گئی۔ وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔

"ہاں تو ایما میں یہ کہہ رہا تھا کہ کوتوالی میں اس قسم کی کوئی رپورٹ نہیں درج کرائی گئی۔ وہ فریدی کا اسسٹنٹ حمید تھا اور وہ کسی چکر میں ہے۔"

"مگر آپ....!"

"ہاں تمہیں حیرت ہو گی۔ تم اپنی زندگی میں پہلی بار مجھے دیکھ رہی ہو تم دنیا کی تیسری یا چوتھی ایجنٹ ہو جسے یہ فخر حاصل ہوا ہے۔"

"میں نے اخبارات میں آپ کے فرار کی خبر پڑھی تھی، لیکن یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ یہاں تشریف لائیں گے۔"

"فریدی....!" بارن دانت پیس کر بولا۔ "مجھے فریدی یہاں لایا ہے اور ایما وہ اب روپوش ہو گیا ہے۔ میں اُسے چوہے کے بل سے بھی نکال کر مار ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ! تو وہ حملے.... آپ ہی کی طرف سے ہوئے تھے۔"

"ہاں! ایماوہ بڑا خوش قسمت ہے، لیکن میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"لیکن اس کا اسسٹنٹ یہاں کے چکر کیوں لگا رہا ہے۔ اب میں سمجھی۔ ہو سکتا ہے کہ اُس دن وہ اُسی کا کوئی آدمی رہا ہو۔"

"اوہ.... ایما.... وہ خود حمید ہی تھا۔"

"ارے....!"

"ہاں.... وہ لوگ جانتے ہیں کہ تم میری ایجنٹ ہو۔ اس لئے وہ تمہارے ذریعہ مجھ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن بات تو جب ہے کہ تم حمید کے ذریعہ فریدی تک جا پہنچو۔"

"یہ کس طرح ممکن ہے جناب۔"

"بہت آسانی سے تمہاری لڑکیاں اُس سے سب کچھ پوچھ لیں گی۔"

"نہیں جناب! میں اپنی لڑکیوں کو خراب کرنا پسند نہیں کروں گی۔"

"ایما! یہ تم مجھ سے کہہ رہی ہو۔ کیا یہ تمہاری لڑکیاں ہیں۔ تم ایک دن ان سے جو کام لینے والی ہو میں اس سے بھی واقف ہوں۔ کیا یہ تین مختلف یتیم لڑکیاں نہیں ہیں جنہیں تم نے لندن کے ایک یتیم خانے سے حاصل کر کے پالا ہے۔ کیا یہاں کے درجنوں امیر زادے ان کے چکر میں نہیں ہیں۔ کیا تم اُن سے مستقبل کے وعدوں پر بڑی بڑی رقمیں نہیں وصول کرتیں۔ کیا؟ یہ اور بات ہے ایما کہ ابھی تم نے ان سے پیشہ کرانا نہیں شروع کیا۔"

"میں معافی چاہتی ہوں جناب۔" مسز وارنر گڑگڑا کر بولی۔ "مگر فریدی کیا جانے کہ میں آپ کے لئے کام کرتی رہی ہوں۔"

"اہا.... تم اب تک ایک بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا رہی ہو۔ فریدی میرے ایک ایک ایجنٹ سے واقف تھا اور ہے لیکن وہ تم لوگوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مہیا کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔ میں اسے اپنا سب سے بڑا کارنامہ تصور کرتا ہوں کہ میرا کوئی ایجنٹ کبھی قانون کی گرفت میں نہیں آسکتا۔"

"مجھے اس کا تجربہ ہے جناب۔"

"مجھے فریدی کا مردہ جسم چاہئے ایما اور میں اُسے ہر قیمت پر حاصل کر کے رہوں گا۔ اگر آج تم یا تمہاری لڑکیاں میرے کام آگئیں تو تم سال بھر کے اندر ہی اندر کروڑ پتی کہلاؤ گی۔"

"میں انتہائی کوشش کروں گی جناب۔"

"شکریہ ایماء۔"

وہ چلا گیا اور ایما آدھے گھنٹے تک صوفے میں بے حس و حرکت پڑی رہی۔ اُسے اپنا دل حلق میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے لیونارڈ کو دیکھا تھا۔

۞

حمید بہت شدت سے بور ہو رہا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی زندگی ہی سے بیزار ہو گیا ہو۔ گلوریا اس کے لئے ایک مستقل روگ بنی ہوئی تھی۔ وہ کافی حسین تھی.... مگر وہ نقص! گفتگو کے دوران میں اس طرح ہونٹ سکوڑنا جیسے زکام ہو گیا ہو۔ اپنی اس ''ادا'' (یا جو کچھ بھی اسے کہتے ہوں) کی بناء پر وہ بعض اوقات حمید کو ایک ایسی دہقانی عورت معلوم ہونی لگتی تھی جو ابھی ابھی آٹا گوندھ کر اٹھی ہو۔ حمید کی کھوپڑی عجیب تھی اور اسی کھوپڑی پر ایک ایسی لڑکی مسلط کر دی گئی تھی جس کی وہ شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

شام ہو چکی تھی۔ وہ برآمدے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا اور گلوریا بھی ساتھ تھی۔ اچانک اُسے پھاٹک پر مسز وارنر کی سب سے حسین لڑکی دکھائی دی۔

''یہ کون ہے۔'' گلوریا حمید کو گھور کر بولی۔ وارنر کی لڑکی برابر قریب آتی جا رہی تھی۔

''ہو گی کوئی! تم سے مطلب۔'' حمید جھنجھلا گیا۔

''اوہ معاف کرنا۔'' گلوریا شرمندہ ہو گئی۔

لڑکی برآمدے میں آ گئی۔ حمید کھڑا ہو گیا۔

''اوہ.... کیپٹن۔'' لڑکی گنگنائی۔

''بیٹھو.... بیٹھو....!''

''ممی بہت پریشان ہیں۔'' لڑکی بیٹھتی ہوئی بولی۔ ''آخر بات کیا ہے۔ کوتوالی میں تو کسی نے بھی رپورٹ نہیں درج کرائی۔''

''پرواہ مت کرو۔'' حمید مسکرا کر بولا۔ ''اُس نے مجھ سے شکایت کی تھی اور میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا۔''

''حقیقت یہ ہے کہ وہ ہماری کھڑکی کے سامنے کھڑا ایک نظم پڑھ رہا تھا۔ تم خود بتاؤ کیا یہ شریفوں کا طریقہ ہے۔ اس پر مسٹر بارن نے اُس کی مرمت کر دی! کیا وہ تمہارا کوئی دوست ہے۔''

''ہاں یہی مصیبت ہے۔ خیر تم جو کچھ کہہ رہی ہو مجھے اس پر یقین آ گیا ہے لیکن یہ مسٹر بارن کون ہے۔''

"ہمارا ایک پڑوسی! قریب ہی کے ایک بنگلے میں رہتا ہے۔"

"چائے لو۔" حمید نے پیالی اُس کی طرف کھسکا دی۔

"شکریہ۔" پیالی قبول کرلی گئی۔

گلوریا تھوڑی دیر تک اُسے تیکھی نظروں سے دیکھتی رہی پھر وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"یہ کون تھی۔" لڑکی نے پوچھا۔

"میری پرائیویٹ سیکریٹری۔" حمید پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا۔

"تب تم اُسے چاہتے بھی ہو گے۔" لڑکی نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں! وہ تمہاری طرح حسین نہیں ہے۔"

"شٹ اپ۔" لڑکی نے جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "تم نے مجھے آنکھ کیوں ماری تھی۔ اگر ممی دیکھ لیتی تو۔"

"میں انہیں بھی آنکھ مار دیتا۔"

"تم بیہودے بھی ہو۔" لڑکی یک بیک جھلا گئی۔

"پوری بات تو سنو! میں انہیں برابر آنکھ مارتا رہتا اور پھر انہیں یقین آجاتا کہ میری آنکھ میں بھی کوئی نقص ہے۔"

لڑکی بیساختہ ہنس پڑی۔ "تم بڑے شریر ہو۔"

"تم بہت حسین ہو۔"

"شٹ اپ....!"

"جیسی تمہاری مرضی۔"

"تم میرے ساتھ چلو! ورنہ ممی پر ہارٹ اٹیک ہو جائے گا اور وہ مہینوں کے لئے چارپائی پکڑلیں گی۔"

"میں ضرور چلوں گا۔" حمید نے کہا۔

❁

حمید جب مسز وارنر کو ہر طرح سے اطمینان دلا کر اُس کے بنگلے سے نکلا تو اندھیرا پھیل چکا تھا.... اس نے اپنی کار بنگلے سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی کی تھی۔ جب وہ کار کی طرف جارہا تھا تو کوئی آدمی اُسے دھکا دیتا ہوا اُسکے قریب سے گذر گیا اور کوئی چیز حمید کے پیروں کے پاس گری۔

"اندھے ہو گیا۔" حمید غرایا۔ لیکن وہ آدمی مڑا تک نہیں اور پھر کچھ دور جاکر وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ حمید کو اُس چیز کا خیال آیا، جو اُس کے پیروں کے پاس گری تھی۔

حمید نے جھک کر اُسے اٹھالیا۔ وہ ایک لفافہ تھا۔

پھر وہ بڑی تیزی سے کار تک آیا۔ بستی سے نکل کر ایک جگہ اُس نے کار روک دی۔ وہ دراصل اُس لفافے کو کھولنا چاہتا تھا جس پر اُس کا نام تحریر تھا۔ اُس نے اندر کی لائٹ جلا کر لفافہ چاک کیا اور پھر تحریر پر نظر پڑتے ہی تلوؤں سے لگی اور تالو پر بجھی۔

تحریر فریدی کی تھی۔ اس نے لکھا تھا۔

"بیکار وقت نہ برباد کرو۔ لڑکیاں بہتیری مل جائیں گی تم نے تیسرا کام ابھی تک نہیں کیا۔ اُسے آج ٹھیک دس بجے رات کو ہونا چاہئے۔ اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو تمہاری شامت آجائے گی۔ سمجھے۔ تم میرے غصے سے بھی واقف ہو۔ یہ تمہیں پاگل پن ہی معلوم ہو گا۔ لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں اُسے ہونا چاہئے۔ خواہ اس کا مقصد تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔"

پنجرہ اور لاش

حمید پاگلوں کی طرح کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اُسے تیسرا کام بہر حال کرنا تھا۔ دس بجنے میں ابھی تین گھنٹے باقی تھے.... لیکن کام.... حمید بار بار اسٹیئرنگ سے ایک ہاتھ ہٹا کر اپنی کھوپڑی سہلانے لگتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد کار ایک سنسان راستے پر ہولی۔ حمید کیڈی جیسی شاندار گاڑی سے بڑی بے دردی کے ساتھ پیش آرہا تھا۔ وہ اس وقت نہ صرف کچے راستے پر چل رہی تھی بلکہ کبھی اُسے ایسے گڑھوں میں بھی اتار دیا جاتا تھا جن پر برساتی پانی اکٹھا تھا۔

تین چار دن قبل بارش ہو چکی تھی اور سارا ویرانہ مینڈکوں کی آواز سے گونج رہا تھا۔ حمید نے ایک جگہ کیڈی روک دی۔ نیچے اُترا اور ٹارچ نکال کر کیڈی کی بربادی کا منظر دیکھنے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک تسکین آمیز مسکراہٹ تھی۔ یہاں چاروں طرف سے پانی سے بھرے ہوئے بیشمار گڑھے بکھرے ہوئے تھے۔ حمید کی ٹارچ کی روشنی اِدھر اُدھر رینگتی رہی۔

پھر اچانک وہ جیب سے رومال نکال کر ایک بڑے سے مینڈک کی طرف جھپٹا لیکن اس کے قریب پہنچنے سے قبل ہی وہ پانی میں رینگ گیا۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے حمید پر مینڈک پکڑنے کا دورہ پڑ گیا ہو۔ لیکن وہ ایک بھی نہ پکڑ سکا۔ آخر اُس نے دوسرے گڑھوں کے کنارے بیٹھے ہوئے مینڈکوں پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ یہ سب کچھ جھلاہٹ کا نتیجہ تھا۔

پھر اُسے ہوش آ گیا۔ اُس نے ٹارچ کی روشنی کلائی کی گھڑی پر ڈالی اور نہ جانے کیا بڑبڑانے لگا۔ دس بجنے میں ڈھائی گھنٹے اور باقی تھے۔

وہ چند منٹ کھڑا پیشانی رگڑتا رہا۔ پھر اچھل کر گاڑی میں جا بیٹھا۔

کیڈی ایک بار پھر جھاڑ جھنکاڑ میں گھس رہی تھی۔

اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں رک گئی۔ یہ ماہی گیروں کی بستی تھی۔

❁

کیواس بڑا ہوٹل نہیں تھا لیکن صفائی اور خوش سلیقگی کی بناء پر وہ کافی مقبول تھا۔ عمارت تین منزلوں پر مشتمل تھی۔ نچلی منزل پر ہوٹل تھا۔ اوپری دو منزلوں پر قیام کرنے والوں کے لئے کمرے تھے۔

ہوٹل کا مالک شہزاد وہمی مزاج کا آدمی تھا اور یہاں کی صفائی و شائستگی میں دراصل اسی کے وہم کو دخل تھا۔

وہ کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا کرتا تھا اور کاؤنٹر پر ایک نوکر محض اس لئے رکھا جاتا تھا کہ وہ ہر لحظہ کاؤنٹر پر جھاڑن پھیرتا رہے۔ خود شہزاد کے کپڑوں میں اگر کسی دوسرے کے لباس کی رگڑ بھی لگ جاتی تھی وہ یا تو اپنے لباس کا وہ حصہ فوراً دھو ڈالتا تھا یا لباس ہی تبدیل کر دیتا تھا۔ اس کا یہ خبط مراق کی حد تک پہنچ گیا تھا.... اور اپنے اس مراق کی بناء پر وہ اپنے ملازمین کے لئے ایک مصیبت بن کر رہ گیا تھا۔

اس کا یہ مراق اس کے ملازمین کے لئے خواہ کچھ رہا ہو لیکن کم از کم خود اس کیلئے تو بڑا منفعت بخش ثابت ہوا تھا کیونکہ اونچے طبقے کے لوگ بھی آہستہ آہستہ کیواس کو پسند کرنے لگے تھے۔

شہزاد ہر وقت ہوٹل میں موجود رہتا تھا۔ اس کا مراق خواہ کچھ بھی رہا ہو لیکن وہ اس کی اعصابی کمزوری کا نتیجہ تھا کیونکہ اعصابی کمزوری کے شکار شہزاد کی طرح نڈر اور جھگڑالو نہیں ہوتے۔ عادات واطوار کے لحاظ سے شہزاد کوئی اچھا آدمی نہیں تھا۔ کیونکہ اس کے ہوٹل میں قیام کرنیوالوں کو ناجائز طور پر حاصل کی ہوئی منشیات سے لے کر عورتیں تک دستیاب ہو جاتی تھیں۔

شہزاد چڑچڑا اور گھنا تھا لیکن اپنے گاہکوں کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ کاؤنٹر سے دو تین فٹ کے فاصلے پر بیٹھا کرتا تھا تاکہ اس کا جسم اور کپڑے گاہکوں کی بے تکلفی سے محفوظ رہ سکیں۔ اکثر بے تکلف قسم کے گاہک اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا کرتے تھے یا اس کے بازو چھو کر اس سے گفتگو کرتے تھے۔ ایسے مواقع کے بعد اُسے ہمیشہ اپنے کپڑے تبدیل کرنے پڑتے تھے۔

آج بھی وہ کاؤنٹر سے تین فٹ کے فاصلے پر آرام کرسی میں پڑا ہوا نوکروں کو گھور رہا تھا۔ وہ ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتا تھا۔ اگر ان میں سے کسی کو اپنے کپڑوں کے اندر ہاتھ ڈال کر جسم کھجاتے دیکھ لیتا تو اس وقت تک دم نہ لیتا جب تک کہ اس کے ہاتھ دوبارہ نہ دھلوا لیتا۔

وہ کافی دیر سے آرام کرسی میں پڑا ہوا اٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر کاؤنٹر کے بائیں سرے کی طرف اٹھ گئی جہاں ایک پنجرہ رکھا ہوا تھا اور پنجرے پر سیاہ رنگ کا غلاف تھا۔ پنجرہ بالکل ایسا تھا جیسا تیتر پالنے والے رکھتے ہیں۔ شہزاد غرا کر ایک نوکر کی طرف مڑا۔

"اُوے.... کیا یہاں لوفر لفنگے بھی آنے لگے۔"

"نہیں سرکار....!" نوکر ڈائننگ ہال میں چاروں طرف نظریں دوڑاتا ہوا بولا۔

"پھر یہ تیتر کا پنجرہ کہاں سے آیا۔" شہزاد جھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"ہائیں!" نوکر نے بھی حیرت ظاہر کی۔ پھر اس نے بڑی تیزی سے پنجرے کی طرف جھپٹ کر اُسے کاؤنٹر سے اٹھا لیا۔

اور پھر جو کچھ بھی ہوا وہ شہزاد جیسے مراقی کی موت کے مترادف تھا۔ کاؤنٹر سے ہٹتے ہی پنجرے کا نچلا حصہ فرش پر آ رہا اور ساتھ ہی دس بارہ موٹے موٹے غلیظ مینڈک چاروں طرف سے پھدکنے لگے۔ شہزاد دہاڑ کر پیچھے ہٹا اور اس کی ٹکر سے شیشے کی ایک الماری چور چور ہو گئی۔

وہ گندے مینڈکوں سے بچنے کے لئے بار بار اچھل کر ادھر سے ادھر ہٹ رہا تھا اور ساتھ ہی کاؤنٹر کے پیچھے ابتری پھیل رہی تھی۔ ریکوں پر رکھی ہوئی بوتلیں، ڈبے، مرتبان، چینی کے برتن نیچے گر گر کر مختلف قسم کی آوازیں پیدا کر رہے تھے۔ پھر پورے ڈائننگ ہال میں افرا تفری مچ گئی۔ لوگ اپنی میزیں چھوڑ چھوڑ کر کاؤنٹر کی طرف لپکنے لگے۔

اس بھیڑ میں کیپٹن حمید بھی موجود تھا اور اس طرح متحیرانہ انداز میں شہزاد کی اچھل کود کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ مینڈک آسمان سے گرے ہوں۔ آہستہ آہستہ سارا ہال قہقہوں سے گونجنے لگا۔ پھر دو تین آدمی شہزاد کو کھینچ کر ہال میں لائے۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا اور ساتھ ہی اس کے منہ

سے مغلظات کا طوفان بھی امنڈ رہا تھا۔

"تیرہ.... نمبر.... تیرہ نمبر....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ پھر اپنے آدمیوں کو آوازیں دینے لگا۔ "شرفو.... رحیم.... گل خان.... افضل.... پٹھان.... سب چلو تیرہ نمبر والا.... نکلنے نہ پائے.... مار ڈالو سالے کو.... اے.... چھوڑو مجھے۔ الگ ہٹو....!" اس نے ایک آدمی کو دھکا دیا۔

پھر وہ بڑی تیزی سے دوسری منزل کے زینوں کی طرف جھپٹا۔ اس کے تین چار نوکر بھی اس کے ساتھ دوڑ رہے تھے۔

حمید بھی زینوں کی طرف بڑھا۔ بہتیرے گاہکوں نے بھی اس کی تقلید کرنی چاہی، لیکن محکمہ سراغ رسانی کے دو آدمی ان کی راہ میں حائل ہو گئے اور کچھ اس انداز میں انہیں اوپر جانے سے روکنے لگے جیسے ان کا تعلق بھی ہوٹل ہی سے ہو۔

اوپر پہنچ کر شہزاد تیرہ نمبر کے کمرے کے سامنے رک گیا اور پھر اُس نے اس طرح دروازہ پیٹنا شروع کر دیا جیسے وہ اُسے گھونسوں اور تھپڑوں ہی سے توڑ کر رکھ دے گا۔

لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ حالانکہ شیشوں سے اندر کی روشنی صاف دکھائی دے رہی تھی اور دروازہ اندر ہی سے بند تھا۔ اس شور وغل میں سوئے ہوئے آدمی کی بھی نیند اچٹ جاتی۔

آخر شہزاد نے جھلا کر ایک شیشہ توڑ دیا اور اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی نیچے گرا دی۔ دروازہ کھلا اور شہزاد طوفان کی طرح اندر گھستا چلا گیا۔

حمید تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا حالات کی تبدیلی کا منتظر تھا۔

اچانک اس نے شہزاد کی گھٹی گھٹی سی آواز سنی.... "خون.... خون.... قتل....!"

وہ دروازے کی طرف جھپٹا اور شہزاد سے ٹکرا گیا۔ وہ بدحواسی کے عالم میں کمرے سے نکل رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔" حمید نے ڈانٹ کر پوچھا۔

"قتل....!" شہزاد ہانپتا ہوا بولا۔ "اُسے کسی نے قتل کر دیا۔ میں کچھ نہیں جانتا.... سب نے دیکھا ہے.... شرفو.... افضل.... ارے بولو نا.... کیا میں نے اُسے قتل کیا ہے۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" حمید اُسے کمرے کی طرف گھسیٹتا ہوا بولا۔

"نہیں جاتا۔" شہزاد نے جھٹکا مار کر اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔

"ہوش میں آؤ۔ تم ایک پولیس آفیسر سے گفتگو کر رہے ہو۔" حمید کے لہجے میں سختی تھی۔

شہزاد چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ" حمید نے دوبارہ کہا اور پھر اس کے نوکروں سے بولا۔ "تم لوگ میری اجازت کے بغیر نیچے نہیں جاؤ گے۔"

راہداری میں دوسری منزل کے کرائے دار اکٹھا ہونے لگے تھے۔ حمید نے انہیں اپنے کمروں میں جانے کے لئے کہا۔

پھر اُس نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر کمرے کے اندر نظر ڈالی۔ سامنے ہی ایک آدمی فرش پر اوندھا پڑا تھا اور اس کے اردگرد خون پھیلا ہوا تھا۔

حمید شہزاد اور اُس کے آدمیوں کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے زینوں کے سرے پر آیا۔ اس کے دونوں آدمی اب بھی نیچے موجود تھے۔ اس نے اُن میں سے ایک کو آواز دی۔ وہ اوپر آیا تو اس نے اُس سے کہا۔ "کوتوالی فون کر دو کہ کیواس کے تیرھویں کمرے میں ایک خون ہو گیا ہے۔ نیچے کے سارے دروازے بند کرا دو۔ کوئی باہر نہ جانے پائے۔"

حمید پھر تیرھویں کمرے میں واپس آ گیا۔

❁

شہزاد کی بُری حالت تھی۔ وہ ایک آرام کرسی میں پڑا ہانپ رہا تھا۔ تین سب انسپکٹر اُسے بھوکے بھیڑیوں کی طرح گھور رہے تھے اور حمید ٹانگیں پھیلائے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑا کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ پائپ اس کے دانتوں میں دبا ہوا تھا اور کبھی دھوئیں کی باریک لکیریں ہونٹوں کے بائیں گوشے سے نکل کر فضا میں بل کھانے لگتی تھی۔

اچانک شہزاد اچھل کر کھڑا ہو گیا اور حلق پھاڑ کر بولا۔ "مگر یہ لاش اس آدمی کی نہیں ہے، جو تیرہ نمبر میں ٹھہرا ہوا تھا۔"

"کیا....؟" حمید نے پائپ منہ سے نکال لیا اور ساتھ ہی اس کی ٹانگیں بھی ایک دوسرے سے جا ملیں۔

"جی ہاں.... میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ آپ میرے نوکروں اور ملحقہ کمروں کے مکینوں سے پوچھ سکتے ہیں۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔" حمید دہاڑا۔

"مجھے ہوش ہی نہیں تھا۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔ تم نے ہال میں درجنوں آدمیوں کے سامنے چیخ کر کہا تھا کہ تیرہ نمبر

والے کو مار ڈالو۔"

"جی ہاں! مجھے یاد ہے۔ میں نے کہا تھا۔" شہزاد بولا۔ اُس نے بڑی حد تک خود پر قابو پالیا تھا۔

"پھر....!"

"تیرہ نمبر والا۔ بڑا سور تھا.... وہ مجھے مینڈک کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا۔ میں اپنے گاہکوں کی جاو بیجا سب کچھ برداشت کرلیتا ہوں۔ اس لئے ہنس کر ٹال دیتا تھا۔ آج ابھی دو ہی گھنٹے قبل کی بات ہے۔ میں نے اپنے کاؤنٹر پر ایک پنجرہ رکھا ہوا دیکھا۔ مجھے حیرت ہوئی۔ پنجرہ اب بھی کاؤنٹر کے پیچھے مل جائے گا اور مینڈک بھی موجود ہوں گے۔"

"کیا بک رہے ہو۔" ایک سب انسپکٹر نے اُسے ڈانٹا۔ "کیا اب تم دماغ کی خرابی کا ڈھونگ پھیلاؤ گے۔"

"جایئے! دیکھ لیجئے۔" شہزاد ہاتھ ہلا کر بولا۔ "پنجرے پر غلاف چڑھا ہوا تھا اور اس میں مینڈک تھے.... جایئے دیکھئے میرا ہزاروں کا نقصان ہوا ہے۔"

"پھر وہی بکواس....!"

"ٹھیک ہے۔" حمید نے سب انسپکٹر سے کہا۔ "مینڈک میں نے بھی دیکھے تھے۔"

"میں سمجھا کہ شائد یہ اُسی حرامزادے کی حرکت ہے۔" شہزاد بولا۔ "وہ مجھے مینڈک کہہ کر چڑھایا کرتا تھا.... اس لئے.... میں نے غصے میں کہہ دیا تھا میری جگہ جو بھی ہوتا یہی کہتا اور پھر اگر میں نے مارا بھی ہوتا تو اُسی کو جس پر مجھے شبہ تھا.... مگر لاش ایک ایسے آدمی کی ہے جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں بھلا کسی دوسرے آدمی کو کیوں مارنے لگا اور سنئے جناب مجھے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں بچہ نہیں ہوں۔ ڈاکٹر کی رپورٹ خود ہی بتادے گی کہ قتل کس وقت ہوا ہے۔"

"تیرہ نمبر میں کون تھا۔" حمید نے پوچھا۔

"نام اور پتہ ہوٹل کے رجسٹر میں معلوم ہو جائے گا۔" شہزاد بولا۔ "پہلے آپ اس کے پڑوسیوں سے اس کا حلیہ پوچھ لیجئے۔ میں اس وقت سے اب تک آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ اس لئے آپ یہ بھی نہ کہہ سکیں گے کہ میں نے اپنے کرائے داروں کو کچھ سمجھا دیا ہے۔"

"مجھے منطق نہ پڑھاؤ۔" حمید نے خشک لہجے میں کہا۔ "جتنا پوچھا جائے اس سے زیادہ نہ بکو۔"

حمید اُسے وہیں چھوڑ کر پھر دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ یہاں اُس نے دوسرے کمروں کے کرایہ داروں سے پوچھ گچھ شروع کی۔

اور سب نے یہی کہا کہ لاش اس آدمی کی نہیں ہے، جو اس کمرے میں چار بجے شام تک دیکھا گیا ہے۔

مرنے والا کوئی بھی رہا ہو، لیکن حمید کو اس کے مرنے پر افسوس تھا.... افسوس یوں تھا کہ وہی ایک ایسا آدمی تھا جس کے ذریعے لیونارڈ تک رسائی ممکن تھی.... حمید نے پہلی ہی نظر میں اس بڑے خسارے کا اندازہ کر لیا تھا۔ مرنے والے کے چہرے پر گھنی مونچھیں تھیں اور ہاتھوں کی چھوٹی انگلیاں تیسری انگلیوں کے برابر تھیں اور اس کی گھنی مونچھیں نقلی ثابت ہوئی تھیں۔ لیکن گلوریا نے کیو اس ہوٹل کا نام نہیں لیا تھا۔ اس نے کوئی دوسرا پتہ بتایا تھا، جواب اُسے یاد بھی نہیں رہ گیا تھا۔ لیکن فریدی کو اس نے پتہ نوٹ کرا دیا تھا۔ پھر فریدی کیا کر رہا تھا۔ حمید کافی دیر تک اوپری منزل کی راہداری میں کھڑا سوچتا رہا۔ اسی رات کو فریدی نے تین کام اس کے سپرد کئے تھے۔ تیسرا کام اُس نے اس وقت انجام دیا تھا۔ یعنی مینڈکوں کا پنجرہ کیو اس ہوٹل کے کاؤنٹر پر رکھ کر ردعمل کا انتظار کرنا۔

ٹھیک تین بجے حمید گلوریا کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا۔ وہ بھی اس کے ساتھ آنے پر مصر تھی لیکن اسے بہت سختی سے روک دیا گیا۔

ہرداس بلڈنگ کے پندرھویں فلیٹ کا دروازہ باہر سے مقفل نہیں تھا۔ حمید سمجھا شائد اندر کوئی ہو۔ اس نے دستک دینے کے خیال سے دروازے پر ہاتھ رکھا اور دروازہ کھل گیا، یعنی وہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اندر تاریکی تھی۔ حمید نے ٹارچ روشن کی۔

پورا فلیٹ سنسان پڑا تھا۔ یہاں تین کمرے تھے اور تینوں کا سامان بے ترتیبی سے بکھرا پڑا تھا۔ کئی جگہ جلے ہوئے کاغذات کے ڈھیر بھی نظر آئے۔ اچانک حمید قدموں کی آہٹ سن کر چونک پڑا۔

"ڈرو نہیں فرزند!" اُسے فریدی کی آواز سنائی دی۔ وہ قریب آکر بولا۔ "چوٹ ہو گئی۔ تم نے بہت دیر کی۔ اگر یہ کام دو دن قبل ہو گیا ہوتا تو اس کی نوبت نہ آتی.... اور اب ہم ایک بار پھر اندھیرے میں ہیں۔"

"ہمارے مقدر میں اُجالا تھا ہی کب۔" حمید غرایا۔ اُسے وہ چوٹ یاد آئی جس کا نشیمن اس کے جبڑے پر بنا تھا۔ اُسے وہ غبارہ یاد آیا جس کا کڑوا کسیلا پانی اس کے حلق کے نیچے اُتر گیا تھا۔

"ہاں! ہو سکتا ہے۔" فریدی خشک لہجے میں بولا۔ "چلو اب یہاں کیا رکھا ہے۔ میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں اور اب یہ بات میری سمجھ میں آئی ہے کہ لیونارڈ نے اپنا کیس بیگ ریکارڈ روم سے کیوں اڑوالیا ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ اُس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔

دونوں فلیٹ سے نکل آئے، لیکن اچانک حمید نے محسوس کیا جیسے اندھیرے میں فریدی کسی پر جھپٹا ہو۔

ہم رقص اور لاؤڈ سپیکر

حمید جہاں تھا وہیں رک گیا۔ راہداری تاریک پڑی تھی۔ اس کے باوجود بھی اُسے یقین کامل تھا کہ فریدی وہاں موجود نہیں ہے۔ اچانک اُسے تھوڑے ہی فاصلے پر فائر کی آواز سنائی دی اور اب اُسے خطرے کا احساس ہوا۔ اس کے قدم بڑی تیزی سے زینوں کی طرف بڑھنے لگے۔ آواز یقیناً نیچے ہی سے آئی تھی۔

لیکن نیچے سناٹا تھا البتہ شمال کی طرف اندھیرے میں کافی فاصلے پر کسی کار کی عقبی سرخ روشنی نظر آرہی تھی۔

پھر اُس نے جو کچھ بھی کیا اُس میں اس کی قوت فیصلہ کو دخل نہیں تھا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھ کر اُسی سمت چل پڑا جدھر کار کی عقبی روشنی نظر آرہی تھی۔ وہ بتدریج کار کی رفتار تیز کرتا جارہا تھا۔

اچانک عقبی سرخ روشنی غائب ہوگئی۔ حمید برابر اسی طرف دیکھتا رہا تھا لیکن نہ تو وہ اسی بات کا اندازہ کر سکا کہ اگلی کار اچانک کسی طرف مڑ گئی تھی اور نہ یہی سمجھ سکا کہ آگے کوئی نشیب ہے۔ بس وہ روشنی یک بیک اسی طرح اندھیرے میں گم ہوگئی جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہ رہا ہو۔

حمید کی کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی دور تک سڑک پر پھیل رہی تھی۔

اس نے رفتار کچھ اور تیز کردی۔

اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد اس کی نظر ایک ایسی کار پر پڑی جو سڑک کے کنارے کھڑی تھی۔ حمید نے یک لخت اپنی کار کی رفتار کم کردی۔

لیکن یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اس سے کوئی حماقت سرزد ہونے والی ہے۔ آخرکار اس نے کار روکنے کا ارادہ ملتوی کردیا۔ اس نے پھر رفتار تیز کردی اور پھر وہاں سے تقریباً چار فرلانگ کے

فاصلے پر نہ صرف کار روک دی بلکہ انجن بھی بند کر دیا۔

اس کا داہنا ہاتھ ریوالور کے دستے پر تھا۔

پانچ منٹ سے زیادہ نہیں گذرے تھے کہ ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی قریب سے نکل گئی۔ کار وہی تھی، جو حمید کو راستے میں کھڑی دکھائی دی تھی۔ مگر اس بار اس کے اندر بھی روشنی تھی اور ڈرائیو کرنے والی ہر حال میں کوئی عورت تھی۔ ایک کیم شحیم انگریز عورت۔ اُسے پہچاننے کے لئے صرف ایک جھلک ہی کافی تھی۔ یہ مسز وارنر تھی۔

✿

دوسری رات لیڈی پرکاش اپنے ایک دوست کے ساتھ ہائی سرکل نائٹ کلب میں داخل ہوئی۔ وہ اس وقت پہلے سے بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی اور اس کے چہرے کے اطمینان آمیز سکون سے یہ اندازہ کرنا دشوار تھا کہ وہ آج کل ذہنی الجھنوں کی شکار ہے۔ کیپٹن حمید نے اُسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھا۔ وارنر خاندان کی سب سے حسین لڑکی اس کے سامنے گرد ہو کر رہ گئی تھی۔

اس نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ بھی لیڈی پرکاش کو دیکھ رہی تھی۔

”مجھے ساری بہت اچھی لگتی ہے۔“ وہ حمید کے کان کے پاس گنگنائی۔

”مگر تم ساری میں بھی اتنی حسین نہیں معلوم ہو گی۔“ حمید بڑبڑایا۔

”ہونہہ....!“ وہ بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

”ارر.... کیا تم بُرا مان گئیں، میں تو یونہی چھیڑ رہا تھا تمہیں۔ کہاں تم کہاں وہ مشرق اور مغرب کا فرق ہے۔ مگر اس وقت مجھے اپنے ڈیڈی بُری طرح یاد آ رہے ہیں۔“

”کیوں! ڈیڈی کیوں!“ لڑکی نے حیرت ظاہر کی۔

”وہ اس عورت کو دیکھ کر پاگل ہو جاتے۔“

”اپنے ڈیڈی کے لئے.... بکواس کر رہے ہو۔ شش۔“

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ بڑی توجہ سے لیڈی پرکاش کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہال میں داخل ہوتے ہی شہر کے کئی معزز لوگ اپنی کرسیاں چھوڑ کر استقبال کے لئے آگے بڑھے تھے۔

”یہ کون ہے۔“ لڑکی نے حمید سے پوچھا۔

”یہ.... مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے پہلے بھی اسے کہیں دیکھا ہے۔“

"کوئی امیر عورت معلوم ہوتی ہے۔"

"اونہہ ہوگی۔" حمید نے کہا۔ "وہ تم سے زیادہ حسین نہیں ہے۔"

ریکریئشن ہال میں رقص کے لئے موسیقی شروع ہوگئی تھی۔ لڑکی کی ایڑیاں موسیقی کے اتار چڑھاؤ کے مطابق فرش پر بجنے لگیں۔

"تمہارا کوئیک [1] اسٹپ کیسا ہے۔"

"میرا کوئیک اسٹپ....!"

حمید جملہ پورا نہیں کر سکا۔ ہائی سرکل نائٹ کلب کا منیجر اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ "آپ کا فون ہے۔"

"فون! ہمپ۔" حمید جھنجھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے لڑکی سے کہا "میں ابھی آیا۔"

حمید منیجر کے ساتھ اس کے آفس میں آیا۔ ریسیور میز پر پڑا ہوا تھا۔

"ہیلو....!"

"کون....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"حمید.... کیپٹن حمید۔"

"آہا.... کپتان صاحب ہیں۔" حمید نے فریدی کی آواز پہچان لی۔

"دیکھئے کپتان صاحب۔ اس وقت وارنر کی لڑکی کو کھسکا ہی دیجئے اور اگر آپ اس وقت لیڈی پرکاش کو اپنا ہم رقص نہ بنا سکے تو میں آپکو.... کپتان صاحب.... کیا کہوں کہ کیا سمجھنے لگوں گا۔"

"ہام.... اچھا.... مگر آپ ہیں کہاں۔"

"بہت قریب! اس کی فکر نہ کرو۔"

حمید کچھ اور کہنا چاہتا تھا لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

"یہ لڑکی بہت حسین ہے جناب۔" نائٹ کلب کے منیجر نے کہا۔ "بقول شاعر....!"

"ہائیں! منیجر.... تم ہوش میں ہو یا نہیں۔"

"تم میری لڑکیوں پر نظر رکھتے ہو۔" حمید آنکھیں نکال کر بولا۔

"ارے.... خدا کی قسم! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ کمال کر دیا.... واہ.... بقول شاعر۔"

"نوپ! میں شعر سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

حمید اُسے کرسی میں دھکیلتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔

---

[1] ایک رقص کا نام

لڑکی اس کی منتظر تھی۔ اُس نے حمید کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے۔

"کیا بات ہے۔" اس نے پوچھا۔

"اوہ کیا بتاؤں! پتہ نہیں کیا بات ہے۔"

"کیا ہوا....!"

"نہ جانے کیوں یہاں پولیس بیس منٹ کے اندر ہی اندر ریڈ کرنے والی ہے۔"

"پولیس ریڈ کرنے والی ہے۔" لڑکی نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں مجھے فون پر ابھی اس کی اطلاع ملی ہے۔ ریڈ کا مطلب یہ ہے کہ میری ساری رات برباد ہوئی۔ پتہ نہیں کتنے گھنٹے صرف ہوں۔ سارے دروازے بند کر لئے جائیں گے اور کوئی باہر نہ جا سکے گا۔"

"اوہو.... تب پھر مجھے جانے دو۔"

"میں تنہا بور ہو کر مر جاؤں گا.... مجھے تو بہر حال ٹھہرنا پڑے گا۔ نہیں تم نہیں جاسکتیں۔"

"نہیں کیپٹن! مجھے جانے دو۔ اگر دیر ہوئی تو ممی پریشان ہوں گی۔ ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔ میں کل پھر ملوں گی.... جہاں کہو مل جاؤں۔"

"آرلکچنو میں.... ٹھیک نو بجے۔"

لڑکی کھڑی ہو گئی اور حمید نے کہا۔ "ٹھہرو! میں بھی چلتا ہوں۔ کہیں وہ لوگ تمہیں کمپاؤنڈ کے پھاٹک ہی پر نہ روک لیں۔

حمید اُسے ٹیکسیوں کے اڈے تک لایا، جو کلب سے زیادہ دور نہیں تھا۔

"کل آرلکچنو میں ضرور ہاں! ورنہ لڑائی ہو جائے گی۔" حمید ٹیکسی کا دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

"ضرور ضرور....!"

ٹیکسی چلی گئی اور حمید ایک طویل سانس لے کر پھر نائٹ کلب کی طرف روانہ ہو گیا۔

اب لیڈی پرکاش وہاں نہیں تھی، جہاں حمید اُسے کچھ دیر قبل چھوڑ کر گیا تھا۔

لیکن اُسے یقین تھا کہ وہ باہر نہ گئی ہو گی کیونکہ ٹیکسیوں کے اڈے پر بھی اس کی نگاہ زیادہ تر کلب کے کمپاؤنڈ کے پھاٹک ہی کی طرف رہی تھی۔

وہ سیدھا ریکریئیشن ہال میں چلا گیا۔ کوئیک اسٹیپ کا راؤنڈ چل رہا تھا۔ اُس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ آخر کار ایک جگہ گیلری میں لیڈی پرکاش اُسے نظر آ گئی۔

وہ ایک میز پر تنہا تھی۔ گیلری میں بہتیری میزیں خالی پڑی تھیں ورنہ حمید تو خود اُسی کے ساتھ بیٹھنے کے لئے ایک عمدہ سا بہانہ تراش سکتا تھا۔

وہ مضمحل قدموں سے چلتا ہوا گیلری میں آیا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی غم آلود نرمی پھیل گئی تھی۔ آنکھوں میں اداسی کے گہرے بادل تھے۔

اس نے چاروں طرف ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔

میزیں خالی ضرور تھیں لیکن اُن سب پر ریزرویشن کے کارڈ نظر آ رہے تھے۔

حمید چاروں طرف نگاہ دوڑاتا ہوا لیڈی پرکاش کے قریب سے گذر گیا لیکن اُس نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ البتہ خود لیڈی پرکاش اُسے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

حمید نے پوری گیلری کا چکر لگا ڈالا لیکن ایک بھی ایسی میز نہ دکھائی دی جس پر ریزرویشن کا کارڈ نہ ہوتا۔

واپسی میں وہ ایک بار پھر لیڈی پرکاش کے قریب سے گذرا لیکن اب وہ بڑبڑا رہا تھا۔ ''کہیں نہیں.... کہیں بھی نہیں.... آج کہیں مرنے کے لئے بھی جگہ نہیں ملے گی۔''

لیڈی پرکاش نے ایک ایک لفظ سنا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ جنسِ مقابل کے لئے حمید کافی کشش رکھتا تھا۔

وہ اُسے گیلری کے دوسرے سرے تک جاتے دیکھتی رہی۔ حمید سرے پر رک گیا۔ کچھ دیر تک دونوں ہاتھ سے اپنا منہ چھپائے کھڑا رہا۔ پھر بڑی تیزی سے اسی طرف مڑا جدھر لیڈی پرکاش بیٹھی ہوئی تھی۔ اتفاق سے گیلری کے اس حصے میں وہ بالکل تنہا تھی۔

حمید بڑی شاندار ایکٹنگ کر رہا تھا۔ اب اُس کے قدم بڑی تیزی سے لیڈی پرکاش کی میز کی طرف اٹھ رہے تھے۔

اور پھر اس کے قریب پہنچ کر وہ یکلخت رک گیا۔ لیڈی پرکاش بوکھلا گئی۔

''میں یہاں بیٹھنا چاہتا ہوں۔'' حمید نے کسی اجڈ گنوار کی طرح بھرّ سے کہا۔

''ب.... بیٹھئے۔'' لیڈی پرکاش کے منہ سے غیر ارادی طور پر نکل گیا۔

حمید ایک جھٹکے کے ساتھ بیٹھتا ہوا بولا۔ ''شکریہ! جیسے ہی آپ کے ساتھی آئیں گے میں اٹھ جاؤں گا۔ ذرا دیکھئے.... ساری میزوں پر ریزرویشن کارڈ موجود ہیں۔ میزیں خالی ہیں کس سے اجازت لوں اور میں یہاں تھوڑی دیر بیٹھنا چاہتا ہوں۔''

''ضرور.... ضرور بیٹھئے۔'' لیڈی پرکاش زبردستی مسکرائی۔ وہ کچھ مرعوب سی نظر آنے لگی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی اجنبی اُس سے اس طرح بے دھڑک گفتگو کر رہا تھا، ورنہ خود اس کے روز کے ملاقاتی بھی اُس سے گفتگو کرتے وقت ہکلاتے تھے، اجنبی کی تو بات ہی الگ ہے، لیڈی پرکاش کی دانست میں اُس کی اپنی شخصیت اتنی متاثر کن تھی کہ جنس مقابل کا اس کے سامنے

سے ہکلائے بغیر گذر جانا ممکنات میں سے نہ تھا۔

حمید کا لہجہ بھی ایسا تھا جیسے اُسے اس کی یا اس کے حسن کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"میں آپ کو بور نہیں کروں گا۔" حمید نے کہا اور رقص کی طرف متوجہ ہو گیا کوئیک اسٹپ کا راؤنڈ چل رہا تھا اور پورا ہال کان پھاڑ دینے والی موسیقی سے گونج رہا تھا۔ حمید پھر لیڈی پرکاش کی طرف مڑ کر بولا۔ "جیسے ہی راؤنڈ ختم ہو گا میں اٹھ جاؤں گا۔"

"آپ بیٹھئے جناب۔" لیڈی پرکاش بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔ "میں آپ سے اٹھنے کے لئے تو نہیں کہہ رہی۔ میں اس میز پر تنہا ہوں۔"

حمید سوچنے لگا کہ اس کا ساتھی کہاں گیا؟ اور جب وہ آئی تھی تو کئی آدمی اس کے استقبال کے لئے اٹھے تھے، لیکن وہ میز پر تنہا تھی۔

"شکریہ....!" حمید نے لاپروائی سے کہا اور پھر رقص کی طرف متوجہ ہو گیا۔

لیڈی پرکاش اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ کوئیک اسٹپ ہے۔" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "یا چند گھسیارے پیروں میں کھرپیاں باندھ کر گھاس چھیل رہے ہیں۔" پھر اس نے لیڈی پرکاش کی طرف مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔ "یہ لڑکیاں گدھوں کے ساتھ ناچیں گی مگر میرے ساتھ نہیں ناچیں گی۔ آپ خود بتایئے! ایک آدمی بھی ایسا دکھایئے جو سلیقے سے رقص کر رہا ہو۔"

"آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ اسی لئے میں تنہا بیٹھنا پسند کرتی ہوں۔" لیڈی پرکاش بولی۔

میز پر پروگرام کی ایک کاپی پڑی ہوئی تھی، حمید اُسے الٹنے پلٹنے لگا۔

"لیجئے....!" اس نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا۔ "یہاں والز اور سلو فوکس ٹروٹ بھی موجود ہیں۔ کمال ہے.... بھلا یہاں کون ہے۔"

"آپ بہت مشاق معلوم ہوتے ہیں۔" لیڈی پرکاش مسکرائی۔

"نہیں میں اس کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا.... لیکن ذرا آپ مجھے یہ بتایئے کیا میں صورت سے غیر مہذب یا بُرا آدمی معلوم ہوتا ہوں۔"

"نہیں جناب! قطعی نہیں۔" لیڈی پرکاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر آخر یہ لڑکیاں میری ہم رقص بننا کیوں پسند نہیں کرتیں۔" حمید نے جھلائے ہوئے بچے کی طرح کہا۔

اس سوال کا لیڈی پرکاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خود بھی اس مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنے لگی تھی کہ آخر لڑکیاں اس کے ساتھ رقص کرنا کیوں پسند نہیں کرتیں۔

"میں خود ہی اب کسی سے درخواست نہیں کرتا۔" حمید گردن اکڑا کر بولا۔

"آپ کیا پئیں گے۔" لیڈی پرکاش نے پوچھا۔

"ٹھنڈا پانی۔ مجھے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے۔"

"کون سی شراب آپ پسند کرتے ہیں۔"

"میں کسی قسم کی بھی شراب پسند نہیں کرتا۔"

"اب میں سمجھی۔" لیڈی پرکاش اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "لڑکیاں اسی لئے آپ سے دور بھاگتی ہیں۔"

"کس لئے۔"

"یہی کہ آپ کا انداز گفتگو کافی کھردرا ہوتا ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ رقص ختم ہو گیا۔ لوگ گیلری میں اپنی اپنی میزوں پر واپس آگئے۔

لیڈی پرکاش نے ویٹر سے کافی طلب کی۔

قریب و دور کی کئی میزوں سے لیڈی پرکاش کے کئی شناسا حمید کو بُری طرح گھور رہے تھے۔ اُن میں سے کئی ایسے بھی تھے، جنہیں کچھ دیر قبل وہ رقص کی درخواست پر مایوس کر چکی تھی۔

لیڈی پرکاش نے حمید کے لئے کافی بنائی اور اس کی طرف کھسکاتی ہوئی بولی۔ "اس کے بعد والز کے لئے موسیقی شروع ہو گی، پھر میں دیکھوں گی کہ آپ کتنا اچھا ناچتے ہیں۔"

"کیا میں تنہا ناچوں گا۔ ہوا کو ہم رقص بناؤں گا۔" حمید جھلا کر بولا۔

"نہیں....!" لیڈی پرکاش نے مسکرا کر کہا۔ "اتفاق سے مجھے بھی اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں والز بہت اچھا ناچتی ہوں۔"

"اچھا.... دیکھوں گا۔ لیکن واضح رہے کہ میری ہم رقص کسی قسم کی غلطی کرنے پر عموماً بلبلا اٹھتی ہے۔"

"کیوں....!"

"میں اس کے پیر پر بڑی بے دردی سے پیر رکھ دیتا ہوں۔"

"فکر نہیں.... میں غلطی کرنے والوں کی پنڈلی کی ہڈی پر ٹھوکر مارتی ہوں۔"

"اچھا.... دیکھیں ہم میں سے کون چیختا ہے۔" حمید بچوں کی طرح ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد والز کے لئے موسیقی شروع ہو گئی لوگ گیلری سے اٹھنے لگے، لیڈی پرکاش کا ایک شناسا اُس سے درخواست کرنے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ وہ حمید کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

ایک بار پھر ہال میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

دوسری طرف کی گیلری میں ایک آدمی اپنے ساتھی سے پوچھ رہا تھا۔ "یہ لیڈی پرکاش کس کے ساتھ ناچ رہی ہے۔"

"کیپٹن حمید....!" اس کے ساتھی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "پرانا عورت خور۔ شاید تم نے بھی لیڈی پرکاش سے رقص کی درخواست کی تھی۔"

"اونہہ ختم بھی کرو یار۔" دوسرا بولا۔ "بھلا ان باتوں کی پرواہ کون کرتا ہے۔ وہ ہے کیا چیز اُس سے بہتر عورتیں میرے ساتھ رقص کرنے پر فخر کرتی ہیں اور پھر ہو سکتا ہے آج اس کا موڈ ٹھیک نہ رہا ہو۔"

دوسری طرف لیڈی پرکاش حمید سے کہہ رہی تھی۔ "واقعی آپ مشاق ہیں۔ میں مانتی ہوں۔"

"اور میں بھی یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مجھے آپ کے پیر پر پیر رکھنے کا موقع نہیں مل سکتا۔"

"آپ کہاں رہتے ہیں۔"

"جہاں دل چاہتا ہے رہ جاتا ہوں۔"

اچانک لاؤڈ سپیکر چیخنے لگا۔ "لیڈی پرکاش پلیز! فون پر آپ کی کال آئی ہے.... اور یہ بہت ضروری ہے۔"

لیڈی پرکاش اس طرح ایک جھٹکے کے ساتھ حمید سے الگ ہو گئی جیسے یہ پیغام ان کے درمیان تلوار بن کر گرا ہو۔

سوچا کچھ ہوا کچھ

حمید نے لیڈی پرکاش کی حالت میں بہت بڑا تغیر محسوس کیا۔ اُس کے چہرے پر ذہنی انتشار کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

"کیا مطلب....!" حمید اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میری کال ہے۔"

"کون بیہودہ ہے، جو یہاں فون کرتا ہے۔ سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔"

"میں ابھی آتی ہوں۔"

"نہیں.... اب میں نہیں ناچوں گا۔"

"میں ابھی آئی۔" لیڈی پرکاش تیزی سے چلی گئی۔

منیجر اپنے آفس کے سامنے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر وہ خفیف سا جھکا۔

"یور لیڈی شپ.... آپ کا فون ہے۔"

"شکریہ.... میں دیکھتی ہوں۔" لیڈی پرکاش اُس کے آفس میں چلی گئی۔

اُس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ ریسیور اٹھاتے وقت اُس کا ہاتھ بُری طرح کانپ رہا تھا۔

"ہیلو....!"

"ہیلو! لیڈی پرکاش۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دریائے ٹیمز کی مچھلیاں۔"

"اوہ.... آپ ہیں! کیا آپ مجھے کہیں سکون نہ لینے دیں گے۔"

"تم حرکتیں ہی ایسی کر رہی ہو۔ ابھی تم کس کے ساتھ ناچ رہی تھیں۔"

"کیوں! میں نے اس کا نام نہیں پوچھا۔"

"لیڈی پرکاش.... کان کھول کر سن لو.... میں اپنا مطالبہ ہر صورت میں پورا کر لوں گا، خواہ تم کسی سے بھی جوڑ توڑ کرو۔ مجھ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ضرورت پڑی تو میں تمہیں موت کے گھاٹ بھی اتار دوں گا۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"خیر ختم کرو۔" دوسری طرف سے تلخ لہجے میں کہا گیا۔ "اب میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔ ویسے اس شہر میں ایک ایسا آدمی بھی ہے جو اُن چیزوں کو چار لاکھ میں بھی خرید لے گا۔"

"دیکھئے.... صرف ایک ہفتے کی مہلت اور دیجئے میں انتظار کر رہی ہوں۔"

"کیپٹن حمید اور کرنل فریدی بھی اس انتظام میں شامل ہیں۔" دوسری طرف سے طنزاً پوچھا گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے اُن دونوں کے صرف نام سنے ہیں۔ آج تک ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یقیناً آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"لیڈی پرکاش مجھے ضد نہ دلاؤ ورنہ میں تمہاری زندگی برباد کر دوں گا۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ ابھی تم کیپٹن حمید کے ساتھ ناچ رہی تھیں اور وہ اب بھی ریکریئشن ہال میں تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

"وہ کیپٹن حمید ہے۔" لیڈی پرکاش حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔

"اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے، لیکن کم از کم یہ دنیا تمہارے لئے تو جہنم بن جائے گی۔"

"کچھ بھی ہو لیکن میں آپ سے استدعا کروں گی کہ مجھے پبلک مقامات پر نہ کال کیا کریں۔"

"لیڈی پرکاش! تمہیں ایک ہفتے کی مہلت اور دی جاتی ہے اور یہ آخری مہلت ہو گی۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ لیڈی پرکاش ریسیور کو ہک پر رکھ کر لڑکھڑاتی

ہوئی پیچھے ہٹی۔ اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔

اُس نے اپنا وینٹی بیگ کھول کر آئینہ نکالا اور پسینہ خشک کر کے جلدی جلدی میک اَپ درست کرنے لگی۔

پھر دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ منیجر وہاں موجود نہیں تھا۔

ریکریئیشن ہال میں اب سناٹا تھا۔ راؤنڈ ختم ہو چکا تھا اور رقاص گیلری میں تھے۔ اُس نے حمید کو اپنی ہی میز پر بیٹھے دیکھا۔

حمید نے دور ہی سے محسوس کر لیا کہ اس کے ساتھ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے، حالانکہ وہ اپنے اضطراب کو مسکراہٹ میں چھپانے کی کوشش کر رہی تھی، آنکھیں بدستور ذہنی انتشار کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ وہ ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گئی۔

"آپ نے بُرا تو نہیں مانا۔" اُس نے حمید سے پوچھا۔

"گراں ضرور گزرتی ہیں ایسی باتیں۔"

"اوہ.... مجھے افسوس ہے۔ ایک بہت ضروری کال تھی۔"

لیڈی پرکاش نے یہ جملہ بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ حمید براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ لہٰذا اس نے اس ہلکے سے تغیر کو فوراً ہی محسوس کر لیا، جو اس جملے کو ادا کرتے وقت ان میں واقع ہوا تھا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر لیڈی پرکاش نے پوچھا۔

"آپ نے آج تک اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا۔"

"اور نہ میں نے ابھی تک آپ کے متعلق پوچھا ہے۔" حمید نے جواب دیا۔

"آپ کون ہیں کیا کرتے ہیں.... اور....!"

"کہاں رہتے ہیں۔" حمید نے اس کا جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس وقت ڈیوٹی پر نہیں ہوں۔ ورنہ میں آپ کو ہرگز یہ نہ بتاتا کہ میں کیپٹن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنا ہی ہوگا.... اور میرا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے۔"

لیڈی پرکاش اس کی صاف گوئی پر ششدر رہ گئی۔ منیجر کے آفس سے آتے وقت وہ سوچتی آئی تھی کہ اگر وہ کیپٹن حمید ہی ہے تو یقیناً میری ٹوہ میں ہوگا اور کبھی اپنی اصلیت نہ ظاہر کرے گا۔

حمید نے اُس میں یہ تبدیلی بھی محسوس کر لی اور دفعتاً اس کا ذہن اُس فون کال کی طرف متوجہ ہو گیا جس کے اعلان پر لیڈی پرکاش مضطربانہ انداز میں اُس سے الگ ہو گئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا وہ کال لیونارڈ کی طرف سے تھی؟ اُس کے طریقوں سے تو وہ واقف ہی تھا۔ وہ اپنے شکار

کو زیادہ سے زیادہ خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے فون پر اُسے اسی بات سے آگاہ کیا ہو کہ وہ اس وقت حمید کے ساتھ ہے۔

"میں نے آپ کا نام سنا ہے۔" لیڈی پرکاش خشک لہجے میں بولی۔ "کیا اس طرح تعارف حاصل کرنے کا کوئی خاص مقصد تھا۔"

"جی ہاں۔" حمید نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اور لیڈی پرکاش کے چہرے پر ایک سایہ سا آکر گذر گیا۔ لیکن آنکھوں سے بدستور انتشار ظاہر ہوتا رہا۔

"کیا مقصد تھا۔" لیڈی پرکاش نے اپنے لہجے میں سختی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"مقصد حاصل ہو گیا۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "میں نے اس وقت دو ہزار کی شرط جیتی ہے۔"

"یعنی....!"

"ایک دوست نے کہا تھا کہ آج لیڈی پرکاش رقص کے لئے کسی کی بھی درخواست قبول نہیں کریں گی۔ موڈ بہت خراب ہے۔ بات بڑھ گئی۔ معاملہ دو ہزار کی شرط پر پہنچ کر ختم ہو گیا اور دو ہزار میرے ہیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔"

حمید کرسی سے اٹھ کر احتراماً تھوڑا سا جھکا اور فوجیوں کے سے انداز میں داہنی ایڑی پر گھوم کر ریکریئشن ہال سے نکلا چلا گیا۔

❁

محکمہ سراغ رسانی کے سارے انسپکٹر لیونارڈ کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ فریدی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا اور سرکاری طور پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں انسپکٹر آصف بھی شامل تھا۔ احکامات براہِ راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس آئے تھے، اس لئے حمید دم نہ مار سکا۔ ورنہ آصف جیسے لوگوں سے نباہ کرنا کم از کم اُس کے بس کا روگ تو نہیں تھا اور ستم یہ کہ آصف سینیارٹی کی بناء پر اس ٹولی کا انچارج بنا دیا گیا تھا۔

آصف فریدی اور حمید کا پرانا دشمن تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے یہ دونوں زمین سے آسمان پر پہنچ گئے تھے۔ انسپکٹروں میں آصف سب سے سینئر تھا لیکن کارکردگی میں صفر کے برابر ہونے کی بناء پر آفیسروں کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ لیکن اس بار اپنے لئے عزت افزائی کا پروانہ دیکھ کر اُسے کافی دیر تک یقین نہیں آیا۔ ماتحتوں میں حمید کا نام دیکھ کر تو اس کی باچھیں کھل گئیں۔

سب سے پہلے اس نے حمید ہی کو طلب کیا۔

"حمید....!"

''کیپٹن حمید.....!'' حمید نے تصحیح کی۔

''میں بدتمیزی نہیں پسند کرتا۔''

''کیپٹن حمید.....!'' حمید ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔ ''اگر آپ نے اب مجھے صرف حمید کہا تو میں آپ پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کردوں گا۔ سمجھے جناب۔ ڈی۔ آئی۔ جی تک مجھے کیپٹن کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔''

''فریدی کہاں ہے؟''

''سبحان اللہ۔ کیا یہ بھی میرے فرائض میں داخل ہوگا۔'' حمید بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

''قطعی تمہیں بتانا پڑے گا کہ فریدی کہاں ہے۔''

''کرنل فریدی۔'' حمید نے تصحیح کی۔

''اچھی بات ہے! میں تمہیں دیکھوں گا۔''

''دن ہی دن دیکھئے گا رات کو میں عموماً نظر نہیں آیا کرتا۔''

''شٹ اَپ۔''

''آصف صاحب! گردن پکڑ کر کھڑکی کے باہر پھینک دوں گا۔ سمجھے زبان سنبھالئے اپنی۔ کیپٹن کا اعزاز مجھے اس لئے نہیں ملا ہے کہ انسپکٹر صاحبان مجھ پر دھونس جمانے کی کوشش کریں۔ ویسے آپ ہم لوگوں کے انچارج بنائے گئے ہیں۔ بنے رہئے۔ لیکن یہ بھی اسی وقت تک ہوگا جب تک آپ شرافت سے پیش آئیں گے۔''

''میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا..... یہاں سے چلے جاؤ۔''

''شکریہ۔'' حمید کمرے سے نکل گیا۔

اسی شام کو آصف نے اُسے کیواس ہوٹل کی نگرانی پر مقرر کردیا۔ اُسے رات بھر کیواس ہوٹل کے صدر دروازے کی نگرانی کرنی تھی۔ لیکن اُسے معجزہ ہی کہنا چاہئے کہ حمید بارہ بجے تک ہوٹل ڈی فرانس میں وارنر کی لڑکی کے ساتھ ناچتا رہا پھر اس کے بعد گھر جا کر سو گیا۔

دوسری صبح اُس نے آصف کے سامنے جو تحریری رپورٹ پیش کی وہ یہ تھی۔

''چھ بجے شام سے چار بجے صبح تک کیواس ہوٹل کے صدر دروازے کی نگرانی کرتا رہا۔ آٹھ بجے تک کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ میں اُس وقت تک کسی لڑکی کی آمد کا انتظار کرتا رہا جب تک کہ ہوٹل بند نہیں ہوگیا۔ لیکن ایک بھی لڑکی وہاں جاتی نہیں دکھائی دی۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہاں لڑکیاں نہیں جاتیں اور وہ ایک تھرڈ کلاس ہوٹل ہے۔ ہوٹل بند ہوجانے کے بعد بھی میں صدر دروازے کی نگرانی کرتا رہا اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ صدر

دروازہ اب بھی اپنی جگہ پر موجود ہے، میری ذاتی رائے ہے کہ صدر دروازے سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کر لی جائے۔"

آصف نے یہ مختصر سی رپورٹ دیکھی.... اور غصے میں بل کھا کر رہ گیا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ تھوڑی دیر بعد حلق پھاڑ کر چیخا۔ "میں اسے ایس پی کے سامنے پیش کروں گا۔"

"ضرور کیجئے.... ہو سکتا ہے کہ اس کارکردگی کے سلسلے میں مجھے بھی ترقی مل جائے۔" حمید نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔ "اور آپ کی تحریر تو میرے پاس محفوظ ہی ہے۔ اس تحریر میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ میں رات بھر کیواس کے صدر دروازے کی نگرانی کرتا رہوں۔ چنانچہ میں کرتا رہا۔ ٹھیک چار بجے گھر واپس گیا۔ نگرانی کی غرض و غائت سے واقف نہیں تھا اس لئے اپنی سمجھ کے مطابق یہ رپورٹ مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہوں۔"

"تم نگرانی کے مقصد سے واقف نہیں تھے۔" آصف نے جھلا کر کہا۔

"قطعی نہیں.... جناب انسپکٹر صاحب۔"

"کیا کچھ دن قبل کیواس میں ایک قتل نہیں ہوا اور تم حیرت انگیز طور پر وہاں پہلے سے موجود نہیں تھے۔"

"آہا.... ٹھیک اب یاد آیا.... لیکن دروازے کی نگرانی کا کیا مطلب تھا۔"

"آج رات کو مراقبہ کر کے کل جواب دوں گا۔" حمید نے لاپروائی سے کہا اور فوجیوں کے انداز میں ایڑیاں بجاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

اس وقت کمرے میں آصف اور انور کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا ورنہ آصف کو بڑی خفت ہوتی۔

حمید کی رپورٹ اٹھا کر اُس نے اُس کے پرزے پرزے اڑا دیئے۔ وہ اس واقعے کو آگے بڑھاتا بھی تو کسی بناء پر۔ حماقت خود اُسی سے ہوئی تھی۔ اس نے حمید کو تحریری حکم دیا تھا کہ اُسے کیواس کے صدر دروازے کی نگرانی کرنی ہے، لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ اس سے اس کا مقصد کیا ہے۔ اگر وہ اس معاملے کو آگے بڑھاتا تو اُسے شرمندگی ہی اٹھانی پڑتی۔

ویسے اس حرکت کا مقصد حمید کو پریشان کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

اُدھر حمید نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ اگلا پچھلا حساب اسی بار بیباق کر دے گا۔

شام کو آفس سے نکلتے وقت اس نے محسوس کیا کہ آصف اس کی تاک میں ہے اور یہ حقیقت تھی کہ آج آصف باقاعدہ طور پر حمید کا تعاقب کر رہا تھا۔

حمید چھوٹی آسٹن میں تھا اس لئے آصف کو ٹیکسی کرنی پڑی اور حمید نے تہیہ کر لیا کہ آج

ٹیکسی ڈرائیور کو کافی فائدہ پہنچائے بغیر نہیں رہے گا۔ اس نے آرلکچنو میں رک کر تگڑا سا ناشتہ کیا۔ آصف اس وقت بڑی مہارت کا ثبوت دے رہا تھا۔

حمید جب ویٹر کو ناشتے کے لئے ہدایات دے رہا تھا وہ بڑی پھرتی سے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر ایک قریبی کیبن میں گھس گیا۔ حمید نے اسے کھنکھیوں سے دیکھا۔

آرلکچنو میں اُس نے سات بجا دیئے۔ کچھ دیر تک کاؤنٹر کلرک سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا۔ پھر وارنر کی لڑکی آگئی کیونکہ آج کل وہ دونوں آرلکچنو ہی میں مل رہے تھے۔

سات بجے وہ آرلکچنو سے نکلے۔ آصف بھی کیبن سے نکل کر باہر آیا۔

حمید کی کار شہر کی گلیوں کے چکر لگانے لگی۔

"کیا بات ہے۔" لڑکی بولی۔ "آج تم آرلکچنو میں رکے نہیں۔"

"روزانہ ایک ہی قسم کی تفریح کھل جاتی ہے۔ آج کچھ اور دیکھیں گے۔"

کار سڑکوں پر چکراتی رہی اور آصف ایک ٹیکسی میں اس کا تعاقب کرتا رہا۔ اُسے یقین تھا کہ حمید فریدی کے ٹھکانے سے ضرور واقف ہوگا اور روزانہ کم از کم ایک ہی بار اس سے ضرور ملتا ہوگا۔ اگر اس طرح وہ فریدی ہی کے ٹھکانے سے واقف ہو گیا تو یہ بھی اس کے لئے ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا کیونکہ ڈی۔ آئی۔ جی ہر حال میں فریدی کا سراغ چاہتا تھا۔

آٹھ بجے حمید نے کار ایک گھٹیا سے شراب خانے کے سامنے روک دی اور لڑکی سے یہ کہتا ہوا نیچے اُتر گیا کہ وہ اس کا انتظار کرے۔ شراب خانہ بدنام قسم کا تھا۔ آصف کو کچھ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس نے تھوڑے ہی فاصلے پر ٹیکسی رکوا دی۔ حمید شراب خانے میں داخل ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ شراب خانے سے نکل کر پھر کار میں آبیٹھا۔

"کیا کرتے پھر رہے ہو تم...." لڑکی منمنائی۔

"بس اب کہیں نہ رکوں گا۔" حمید نے کہا اور کار اسٹارٹ کر دی۔

آصف کی ٹیکسی پھر اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ اس بار حمید نے اپنی گاڑی اُس سڑک پر ڈال دی، جو تارجام کی طرف جاتی تھی۔

"ہائیں کدھر جا رہے ہو۔" لڑکی گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔ وہ شہر کے باہر نکل آئے تھے۔

"پرواہ مت کرو۔"

"نہیں واپس چلو۔"

"پیچھے دیکھو۔" حمید نے کہا۔ "ایک کار آرہی ہے۔ اس میں ایک ایسی عورت ہے جو مجھ سے

شادی کرنا چاہتی ہے۔ میں اُسے بیوقوف بنانا چاہتا ہوں۔"

لڑکی مڑ کر دیکھنے لگی۔

"ہاں ہے تو۔"

"بس دیکھتی جاؤ۔ تھوڑی دور اور آگے جاکر ہم اچانک مڑیں گے اور پھر مزہ آجائے گا۔"

"کیا مزہ آجائے گا۔ نہ جانے تم کیا بک رہے ہو۔"

"وہ عورت۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔"زبردستی شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے میں چار بجے شام سے اس کا پٹرول پھکوارہا ہوں۔ کار اس کی اپنی نہیں بلکہ ٹیکسی ہے۔ اس کے میٹر نے اب تک کم از کم پچاس یا پچپن میل بنائے ہوں گے۔"

حمید نے جملہ ختم کر کے کار موڑ لی اور اُس کا رخ اب پھر شہر کی طرف تھا۔ سامنے سے آتی ہوئی کار زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ اچانک وہ ترچھی ہو کر حمید کی راہ میں حائل ہو گئی۔ اگر حمید یکلخت پورے بریک نہ لگادیتا تو ایکسیڈنٹ لازمی تھا۔ لڑکی کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا اور اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

حمید نے تین چار آدمیوں کو سامنے والی کار سے کودتے دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن لوگوں نے حمید کی کار کو گھیر لیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور چپ چاپ باہر نکل آؤ۔" کسی نے گرج کر کہا اور اُن دونوں پر ٹارچ کی روشنی پڑی۔ حمید اپنا ہاتھ جیب تک نہیں لے جاسکا کیونکہ اس کی پیشانی سے ایک ریوالور کی نال آلگی تھی۔

"کھینچ کر باہر نکال لو۔" ان آدمیوں میں سے ایک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بہر حال چند ہی لمحوں میں حمید پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے کیونکہ اُسے بے قابو کر کے اُس کے ہاتھ پیر باندھے جارہے تھے اور لڑکی قریب ہی کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

مسٹر بارن

محکمے کے لئے فریدی کی طرح حمید بھی غائب ہو گیا۔ دو دن ہو گئے لیکن اس کا کہیں سراغ نہ ملا۔ آصف تو جلا بیٹھا ہی تھا اُس نے وہ وہ زہر افشانیاں کیں کہ خدا کی پناہ۔

دو دن قبل جب وہ حمید کا تعاقب کر رہا تھا تو اُسے شہر ہی میں اس کا پیچھا چھوڑ دینا پڑا تھا۔ دفعتاً

ایک جگہ ٹیکسی ڈرائیور سے اس نے پوچھ لیا کہ کتنے میل بنے ہیں اور پھر جواب میں ”تیں میل“ سن کر اُسے اپنا پرس یاد آیا جس میں ہرگز اتنی رقم نہیں تھی، جو اس سے زیادہ سفر کا بار اٹھا سکتی۔ مجبوراً اُسے تعاقب کا خیال ترک کر دینا پڑا تھا۔ حمید کے غائب ہو جانے پر اُس نے محکمے کو رپورٹ دی کہ وہ ایک انگریز لڑکی کے ساتھ تار جام کی طرف جاتا ہوا دیکھا گیا تھا۔

تیسرے دن مسز وارنر نے اپنی لڑکی کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی اور شبہ ظاہر کیا کہ اُسے کیپٹن حمید نے اغوا کیا ہے۔ آصف کی باچھیں کھل گئیں، کیونکہ وہ بھی اپنی رپورٹ میں ایک انگریز لڑکی کا حوالہ دے چکا تھا۔

اس شام کے اخبارات نے اغواء کی اس سنسنی خیز خبر کی سرخیاں نت نئے انداز میں چھاپیں اور ہاکروں نے تو آسمان سر پر اٹھالیا۔

❁

گلوریا اب بھی فریدی کی کوٹھی میں مقیم تھی۔ اس نے بھی اس اغواء کی خبر پڑھی اور دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ وہ سچ مچ اپنی بہتیری توقعات حمید سے وابستہ کر بیٹھی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب وہ کیا کرے۔ وہاں ٹھہرے یا چلی جائے۔ اُسے کوٹھی کے نوکروں کی آنکھوں میں اپنے لئے تمسخر نظر آنے لگا تھا۔

آخر اس نے فیصلہ کیا کہ اُسے وہاں سے چلا جانا چاہئے.... وہ آدمی جس نے اُسے اس مصیبت میں پھنسایا تھا کیو اس ہوٹل میں قتل کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا اب اس کی دانست میں خود اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں رہ گیا تھا۔

اس نے ایک بوڑھے نوکر پر اپنا ارادہ ظاہر کیا لیکن اس نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ وجہ یہ تھی کہ اس کے متعلق نوکروں کو کسی قسم کے احکامات نہیں دیئے گئے تھے۔

بہر حال اس نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور چل پڑی۔ نوکروں نے اسے جاتے دیکھا لیکن حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

❁

مسز وارنر بے خبر سو رہی تھی۔ اچانک ہنگامے کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی دونوں لڑکیاں شاید اس سے پہلے ہی جاگ گئی تھیں۔

یہ فائروں کی آوازیں تھیں اور قریب ہی سے آتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ساتھ ہی آدمیوں کے چیخنے کا شور بھی سنائی دے رہا تھا۔

وہ بوکھلا کر برآمدے میں نکل آئی۔

اور پھر حقیقت ظاہر ہونے میں دیر نہیں لگی۔ مسٹر بارن کے بنگلے پر پولیس نے ریڈ کیا تھا۔ اندر سے بھی گولیاں چل رہی تھیں۔ مسز وارنر چکرا کر دو چار قدم پیچھے ہٹ آئی۔ وہ چند لمحے اسی طرح کھڑی رہی پھر اپنی لڑکیوں سے گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"چلو..... اندر چلو.....!" وہ انہیں اندر جانے کے لئے دھکیلنے لگی۔

"کیوں ممی..... یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"ممی کی بچی اندر چل۔"

اس نے انہیں دھکیل کر اندر کیا اور دروازہ بند کرتے ہوئے بڑبڑائی۔ "خدا رحم کرے" پھر لڑکیوں کی طرف مڑ کر بولی۔ "جاؤ اپنے کمروں میں جاؤ۔"

"کیوں ممی!..... مسٹر بارن۔"

"چلی جاؤ۔" مسز وارنر جھلا کر چیخی۔

دونوں لڑکیاں چلی گئیں۔

مسز وارنر کے چہرے پر زردی چھا گئی تھی اور اس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول اور پچک رہا تھا۔ اُس نے اپنے سینے پر ہاتھوں سے صلیب کا نشان بنایا۔ کچھ دیر تک اسی حالت میں کھڑی رہی لیکن ذہنی انتشار میں اضافہ ہوتا گیا۔

اچانک فائروں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں اور یہ سناٹا بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی نے نزع کے انتشار کے بعد دم توڑ دیا ہو۔

مسز وارنر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کے پیر بُری طرح کانپ رہے تھے۔

پھر وہ اپنے برآمدے میں بھاری قدموں کی آواز سن کر اچھل پڑی۔

کوئی باہر سے گھنٹی بجا رہا تھا۔ مسز وارنر بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔

تین چار بار گھنٹی بجی اُس کے بعد دروازہ پیٹا جانے لگا۔ مسز وارنر اپنی حالت سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کون ہے!" اُس نے انتہائی کوشش کے بعد اپنے حلق سے غصیلی سی آواز نکالی۔

"پولیس.....!" باہر سے آواز آئی۔ "دروازہ کھولو۔"

وہ آگے بڑھی اور جی کڑا کر کے دروازہ کھول دیا۔ سامنے فریدی کھڑا تھا۔ اُس کے بال بے ترتیبی سے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے اور چہرے پر دو ایک جگہ گہری خراشیں نظر آرہی تھیں، جن سے خون نکل کر جم گیا تھا۔

"کھیل ختم ہو گیا مسز وارنر.....!" وہ مسکرا کر بولا۔

"کیسا کھیل.... آپ کون ہیں؟"

"تم مجھے اچھی طرح پہچانتی ہو.... اور کھیل بھی تمہارے لئے نیا نہیں۔ بارن کے ہتھکڑیاں لگ چکی ہیں۔"

"کیوں....؟ کیا کیا مسٹر نارن نے۔" مسز وارنر حیرت انگیز طور پر دلیر ہوتی جا رہی تھی۔

"اُسے اسی بات کا تو افسوس ہے کہ وہ کچھ کر نہیں پایا۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"میں عبرانی یا لاطینی زبان میں گفتگو نہیں کر رہا ہوں۔ فریدی نے خشک لہجے میں کہا اور پھر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے سب انسپکٹر کی طرف مڑ کر بولا۔ "اسے بھی حرست میں لے لو۔ یہ لیونارڈ کی ایجنٹ ہے۔"

"نہیں....!" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔ "یہ غلط ہے۔ میں کسی لیونارڈ کو نہیں جانتی۔"

"غالباً یہ نام بھی تمہارے لئے نیا ہوگا۔"

"میں کسی لیونارڈ کو نہیں جانتی۔"

"آفیسر! تم اسے حراست میں لے لو۔" فریدی نے سب انسپکٹر سے کہا اور اس نے بڑی بے دردی سے مسز وارنر کے ہاتھ میں ہتھکڑی لگادی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" مسز وارنر پاگلوں کی طرح چیخی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"کیا تم لیونارڈ سے واقف نہیں ہو۔" فریدی نے پُر سکون لہجے میں پوچھا۔

"نہیں نہیں.... نہیں۔"

"آچ.... چھا۔" فریدی چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ پھر وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اُسے کھول کر ایک وینٹی بیگ نکالا۔ یہ مسز وارنر ہی کا تھا۔ فریدی نے اُسے کھول کر میز پر الٹ دیا۔ اور پھر گری ہوئی چیزوں میں سے ایک وزیٹنگ کارڈ اٹھا کر مسز وارنر کے چہرے کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔ "یہ کیا ہے۔"

وزیٹنگ کارڈ پر بڑے حرفوں میں صرف "لیونارڈ" تحریر تھا۔

مسز وارنر نے ہاتھ پیر ڈال دیئے۔ اگر سب انسپکٹر نے اپنا داہنا بازو آگے نہ بڑھا دیا ہوتا تو وہ گر ہی پڑی تھی۔

مسز وارنر بیہوش ہو چکی تھی۔

❁

دوسرے دن شائد ہی کوئی ایسا اخبار رہا ہو جس کے دو ایڈیشن نہ چھپے ہوں۔ ”لیونارڈ کی گرفتاری“ اُس دن ہاکر اسی ایک سرخی کو لئے چیختے پھر رہے تھے.... سارے اخبارات نے بارن.... اور مسز وارنر کی تصاویر شائع کی تھیں اور پوری خبر میں یہ لطیفہ سب سے زیادہ دلچسپ تھا کہ کوتوالی میں مسز وارنر اور لیونارڈ میں مار پیٹ تک کی نوبت آ گئی تھی۔ بارن اس سے منکر تھا کہ وہ لیونارڈ ہے اور مسز وارنر پاگلوں کی طرح چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ وہ لیونارڈ ہے اور وہ وزیٹنگ کارڈ، جو فریدی نے مسز وارنر کے وینٹی بیگ سے برآمد کیا تھا اُسی کا دیا ہوا تھا۔

اخبارات میں یہ بھی تھا کہ کیپٹن حمید ابھی تک لاپتہ ہے اور کرنل فریدی کا خیال ہے کہ اس کی گمشدگی میں دراصل لیونارڈ ہی کا ہاتھ تھا یہ اور بات ہے کہ ابھی تک اس نے اپنے لیونارڈ ہونے کا اعتراف نہیں کیا۔ لیکن محکمہ سراغ رسانی کو یقین ہے کہ وہ لیونارڈ ہی ہے کیونکہ وہ اُس سے کافی حد تک مشابہ ہے۔ بعض معمولی سے فرق اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتے کہ وہ لیونارڈ نہیں ہے کیونکہ ایسے معمولی سے فرق پیدا کرنے پر ہر آدمی قادر ہو سکتا ہے۔

مسز وارنر کی لڑکی کے اغوا کا واقعہ بھی اسی سلسلے کی کوئی کڑی معلوم ہوتا ہے۔ آخیر میں تھا کہ کرنل فریدی اب بھی مطمئن نہیں حالانکہ لیونارڈ گرفتار کیا جا چکا ہے، لیکن پھر انہیں کئی باتیں کھٹک رہی ہیں، جن کا تذکرہ انہوں نے اخبار نویسوں سے نہیں کیا۔

مسز وارنر کے متعلق تھا کہ اس نے ایک اہم انکشاف کیا ہے۔ لیونارڈ اُس سے ایک کام لینا چاہتا تھا۔ اس نے شہر کی ایک معزز عورت (جس کا نام محکمہ سراغ رسانی ظاہر نہیں کرنا چاہتا) کو بلیک میل کرنے کے لئے جال بچھایا تھا۔ اور اُس سے ایک بہت بڑی رقم کا مطالبہ کر رہا تھا۔ پروگرام کے مطابق وہ رقم مسز وارنر ہی اُس عورت سے وصول کر کے لیونارڈ تک پہنچاتی۔

❁

لیڈی پرکاش کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور وہ قہر آلود نظروں سے فریدی کو گھور رہی تھی۔

فریدی اُسی کے ڈرائنگ روم میں تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس نے کچھ دیر قبل کوئی غصہ دلانے والی بات کہی ہو۔

”لیڈی پرکاش.... آخر اب اس کا اعتراف کر لینے میں کیا حرج ہے۔“

”کرنل فریدی آپ ایک معزز آدمی ہیں ورنہ میری زبان سے آپ کچھ اور سنتے۔“

"جو کچھ بھی سنتا اُس پر مجھے قطعی افسوس نہ ہوتا۔"

"آپ عجیب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ بھی کافی مشغول آدمی ہوں گے۔"

"لیڈی پرکاش میں آپ سے اعتراف کرائے بغیر ہرگز واپس نہ جاؤں گا۔"

"کرنل فریدی۔" وہ پھر جھلا گئی۔ "مجھے اس پر مجبور نہ کیجئے کہ میں آپ کے آفیسروں سے آپ کی شکائت کروں۔"

"اچھا....!" فریدی ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "اگر خود لیونارڈ ہی نے مقدمے کے دوران اس کا اعتراف کر لیا تو.... اُس وقت آپ کی کیا پوزیشن ہوگی۔"

"دیکھا جائے گا۔" وہ جلدی سے کہہ گئی۔ پھر فوراً ہی سنبھل کر بولی۔ "کس بات کا اعتراف کرلے گا۔"

"یہی کہ وہ آپ کو بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔"

"وہ کہنے ہی کیوں لگا جب کہ نہ میں اُسے جانتی ہوں اور نہ وہ مجھے جانتا ہے۔"

"اس کے باوجود بھی وہ وی آنا میں آپ سے ایک بڑی رقم وصول کر چکا ہے۔"

"کرنل صاحب! بس اب جائیے۔ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔"

"اچھا ختم کیجئے! کیا آپ کے یہاں گراموفون ہے۔"

"کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہیں آپ۔"

"اگر ہو تو ذرا منگوایئے۔ میں ایک ریکارڈ سن کر واپس چلا جاؤں گا۔ یہ میری آخری درخواست ہے۔اوہ آپ تو مجھے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے آپ کو میرے صحیح الدماغ ہونے پر شبہ ہو۔"

"واقعی کرنل! میں نہیں سمجھ سکتی۔" لیڈی پرکاش مسکرائی۔ لیکن اس مسکراہٹ میں جھلاہٹ کا عنصر بہت زیادہ تھا۔

"مجھے مایوس نہ کیجئے۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

لیڈی پرکاش تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی، پھر اُس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک نوکر کمرے میں داخل ہوا۔

"گراموفون اٹھالاؤ۔" اُس نے اس سے کہا۔

گراموفون آنے تک خاموشی رہی۔ ملازم نے گراموفون لا کر میز پر رکھ دیا۔ فریدی نے اپنے مینٹل سے ایک ریکارڈ نکالا۔

لیڈی پرکاش حیرت سے فریدی کو دیکھ رہی تھی۔ نوکر جا چکا تھا۔ فریدی گراموفون پر ریکارڈ چڑھا کر لیڈی کی طرف مڑا۔

"ہیلو.... لیڈی پرکاش....!" گراموفون سے کسی مرد کی آواز آئی۔

مردانہ آواز ایک قہقہے کے ساتھ۔ "دریائے ٹیمز کی مچھلیوں میں سے ایک۔"

"دیکھئے.... میری درخواست سنئے۔" لیڈی پرکاش کی آواز تھی۔ "میں سردست اتنی بڑی رقم کا انتظام نہیں کرسکتی! رحم کیجئے۔"

"سرپرکاش ارب پتی ہے۔" مرد کی آواز۔

"ٹھیک ہے! لیکن میں انہیں کیا بتاؤں گی۔ کیا بہانہ کروں گی۔ تین لاکھ بہت ہوتے ہیں۔"

"کوشش کرو.... ورنہ انجام تم جانتی ہو۔"

"میں سب کچھ جانتی ہوں۔ اچھا فی الحال مجھے معاف کیجئے۔ میرے یہاں مہمان ہیں۔ میں پھر جواب دوں گی۔ وہ انجام میں پسند نہیں کروں گی جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔"

"اچھا.... لیکن بہت جلد۔ میں زیادہ انتظار نہیں کروں گا۔"

فریدی نے ساؤنڈ بکس اٹھادیا.... اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی.... اور لیڈی پرکاش اس طرح ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے میں دھنسی ہوئی تھی جیسے اُسے یقین ہو کہ وہ تھوڑی دیر بعد مر جائے گی۔

"اب آپ کیا کہتی ہیں۔" فریدی نے کہا۔

لیڈی پرکاش صرف تھوک نگل کر رہ گئی۔

"مردانہ آواز کیپٹن حمید کی تھی۔" فریدی نے لاپروائی سے کہا۔

"دیکھئے کرنل۔" لیڈی پرکاش جملہ پورا کرنے کی بجائے اپنی پیشانی پر پسینے کی بوندیں خشک کرنے لگی۔

"میں آپ کی بدنامی نہیں پسند کروں گا۔" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ اس کی نوبت ہی نہ آئے، ورنہ آپ اس ریکارڈ کے مصرف سے تو واقف ہوں گی.... ظاہر ہے کہ اسے لیونارڈ کے مقدمے کے دوران میں عدالت میں پیش کیا جائے گا۔"

"اوہ.... کرنل....!"

"لیکن نہیں! آپ کا ماضی خواہ کچھ رہا ہو۔ لیکن اب تو آپ باعزت طور پر زندگی بسر کررہی ہیں۔ میں یہ کبھی نہ چاہوں گا کہ آپ سرپرکاش کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں۔ اگر یہ ریکارڈ عدالت میں پیش کیا گیا تو مجبوراً آپ کو اُن قابل اعتراض تصویروں اور خطوط کا تذکرہ کرنا پڑے گا، جو لیونارڈ کے قبضے میں ہیں اور جن کی قیمت وہ تین لاکھ طلب کررہا ہے۔"

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"میری مدد کیجئے۔"

"میں نے لیونارڈ کو گرفتار تو کرلیا ہے لیکن وہ اس بات کا اعتراف نہیں کرتا کہ وہ لیونارڈ ہے۔ حالانکہ وہ لیونارڈ سے بہت کچھ مشابہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ مشابہت کوئی خاص بات نہیں۔ بہتیرے لوگ دوسروں سے مشابہ ہوتے ہیں۔"

"لیکن آپ کے پاس اس کی دوسری نشانیاں بھی تو ہوں گی۔" لیڈی پرکاش بولی۔ "مثلاً فنگر پرنٹس۔ انہیں وہ کیسے جھٹلائے گا۔"

"یہی تو مصیبت ہے۔" فریدی نے کہا۔ "سب کچھ تھا لیکن اُس نے اپنا کیس بیگ پہلے ہی دفتر سے غائب کرادیا تھا۔"

"خیر.... بہرحال.... میں آپ کی مدد کیسے کرسکتی ہوں۔"

"اس نے رقم سمیت آپ کو کہاں بلایا تھا اور آپ کو وہاں کب جانا ہے۔"

"کل رات کو جانا تھا.... مگر وہ تو جیل میں ہے۔"

"کہاں جانا تھا۔"

"کمتالی کے میدان میں۔"

"تو آپ کل ضرور جایئے گا۔"

"کیوں! اب تو وہ جیل میں ہے۔"

"کسی سے کہئے گا نہیں۔" فریدی نے رازدارانہ انداز میں کہا۔ "وہ آج رات کو جیل سے فرار ہو جائے گا۔"

"میں آپ کی کوئی بات نہیں سمجھ سکتی۔"

"اوہو....! میں اُسے دوبارہ موقعہ واردات پر پکڑنا چاہتا ہوں۔"

"میں سمجھ گئی۔"

"سمجھ گئیں نا....!" فریدی مسکرانے لگا۔

اپاہج لیونارڈ

لیڈی پرکاش ایک بجے رات سے دو بجے تک کمتالی کے سنسان علاقے میں لیونارڈ کا انتظار کرتی رہی، لیکن وہ نہیں آیا۔ آخر وہ تھک ہار کر واپس آگئی وہ اپنے ساتھ پوری رقم لے گئی تھی۔

دوسرے دن اُسے ٹیلی فون پر پھر اُسی آدمی کی خوفناک آواز سنائی دی جسے وہ کئی بار سن چکی تھی۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "میں وہاں موجود تھا لیڈی پرکاش.... لیکن مصلحتاً تم سے نہیں ملا۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ میری گرفتاری کی خبر سننے کے باوجود بھی تم وہاں کیوں آئی تھیں۔"

"کیونکہ میں لیونارڈ سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ایک بار لندن میں بیک وقت دس عدد لیونارڈ پیدا ہوگئے تھے۔ پولیس نے دسوں کو پکڑ لیا لیکن اس کے باوجود بھی اس کی رسائی لیونارڈ تک نہیں ہوئی۔"

"تم بہت عقل مند ہو۔ لیڈی پرکاش! چلو اس عقلمندی کے صلے میں میں ایک لاکھ معاف کرتا ہوں۔ تم صرف دو ہی لاکھ لانا۔"

"شکریہ.... مگر اس بار مجھے وہ تصویریں اور خطوط واپس مل جانے چاہئیں۔"

"مطمئن رہو.... ایسا ہی ہوگا۔"

"میں کیسے یقین کرلوں۔ پچھلی بار وی۔ آنا میں بھی تم نے مجھے دھوکا دیا تھا۔"

"اس بار ایسا نہیں ہوگا لیڈی پرکاش۔ مطمئن رہو۔"

"تو پھر میں کب آؤں۔"

"پرسوں بارہ بجے رات کو۔"

"اچھا میں آؤں گی۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا۔

لیڈی پرکاش نے کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر پنسل سے گھسیٹ دیا۔ "پرسوں بارہ بجے رات کو۔" اور پرزے کو مٹھی میں دبائے ہوئے عمارت کے اس حصے میں چلی گئی جہاں کبوتر رکھے جاتے تھے۔ ایک کبوتر دوسروں سے الگ ایک پنجرے میں بند تھا۔ لیڈی پرکاش نے اُسے نکالا اور کاغذ کے پرزے کو اس کے پیر میں پڑے ہوئے چھلے سے لگی ہوئی ایک نلکی سے ٹھونس دیا۔

یہ نامہ بر فریدی ہی نے اُسے دیا تھا تاکہ وہ اُسے حالات سے مطلع کرتی رہے۔

لیڈی پرکاش نے کبوتر کو فضا میں اچھال دیا۔ کبوتر نے بلند ہوکر عمارت کے گرد چکر لگایا اور پھر ایک طرف اڑتا چلا گیا۔

لیڈی پرکاش فریدی سے پورا پورا تعاون کررہی تھی کیونکہ فریدی نے اُس دن اُسی کے سامنے نہ صرف وہ ریکارڈ توڑ دیا تھا بلکہ وعدہ کیا تھا کہ لیونارڈ کے پاس اُس کے لئے بلیک میلنگ کا جو کچھ بھی سامان ہوگا کسی کو دکھائے بغیر ضائع کردیا جائے گا۔

❁

رات تاریک تھی.... اور کمٹالی کا لق ودق میدان حد درجہ ڈراؤنا معلوم ہورہا تھا لیکن ایک

عورت اُس رونگٹے کھڑے کر دینے والے ماحول میں بے خوف و خطر لیونارڈ جیسے خطرناک آدمی کا انتظار کر رہی تھی۔

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور کسی وقت بھی بارش ہو سکتی تھی۔ لیڈی پرکاش بارہ سے ایک تک انتظار کرتی رہی لیکن کوئی نہ آیا۔ آخر اُسے سوچنا ہی پڑا کہ لیونارڈ مآل اندیشی سے کام لے رہا ہے۔ ہر ہر طرح اپنا اطمینان کرنا چاہتا ہے۔ ممکن ہے وہ آج بھی نہ آئے۔

لیکن سارا میدان تو سنسان پڑا تھا۔ اگر فریدی دوبارہ لیونارڈ کی تاک میں ہے تو کم از کم وہ تو یہاں موجود ہی ہوگا۔

لیڈی پرکاش اپنی کار میں بیٹھ گئی۔ اس وقت حقیقتاً اس کے پاس دو لاکھ کی رقم بڑے نوٹوں کی شکل میں موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُسے یہ سوچ کر خوف محسوس ہونے لگا کہ کہیں کوئی دوسرا ہی اُسے نہ لوٹ لے۔

لیڈی پرکاش نے بے تحاشہ کار اسٹارٹ کی اور بڑی تیز رفتاری سے سڑک تک لائی۔

سڑک سنسان پڑی تھی۔ وہ برابر رفتار تیز کرتی جا رہی تھی۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ ایک دوسری کار بھی بالکل اُسی کار کے برابر چل رہی ہے۔ لیڈی پرکاش کے ہاتھ پیر پھول گئے۔

"لیڈی پرکاش.....!" دوسری طرف کی کار سے آواز آئی۔ بولنے والا لہجے کے اعتبار سے انگریز معلوم ہوتا تھا اور اس نے اُسے انگریزی ہی میں مخاطب کیا تھا۔

"ہاں میں ہوں۔" لیڈی پرکاش سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"گاڑی روک دو۔ میں مطمئن ہوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

لیڈی پرکاش نے رفتار کم کر دی۔

"اندر کی لائٹ جلا دو۔" دوسری کار سے آواز آئی۔

لیڈی پرکاش نے اپنی کار کے اندر روشنی کر دی اور پھر بریک لگا کر انجن بند کر دیا۔ دوسری کار بھی رک گئی اور اس پر سے ایک آدمی اُترا۔

"رقم کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

لیڈی پرکاش نے پچھلی سیٹ پر پڑی ہوئے چمڑے کے تھیلے کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے اُسے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"ٹھہریئے۔" لیڈی پرکاش بولی۔ "میری چیزیں میرے سپرد کیجئے۔"

لیکن وہ پچھلی سیٹ سے تھیلا اٹھا چکا تھا۔

اُس نے اُسے اپنی کار میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "لیڈی پرکاش! میرے پاس سب کچھ محفوظ

ہے۔ایسی جلدی بھی کیا ہے۔میں ابھی یہاں بہت دنوں تک قیام کروں گا۔"

"اور مجھے بدستور بلیک میل کرتے رہو گے۔"

"نہ!نہ ہرگز نہیں لیڈی پرکاش۔ تم بہت معزز عورت ہو۔ میں نے مجبوراً تمہیں تکلیف دی ہے۔اب میں تمہارا دوست ہوں۔ آئندہ ہم دوستوں کی طرح ملیں گے اور تم اونچے حلقوں میں میرا تعارف کراؤ گی۔"

"میں سمجھی۔"لیڈی پرکاش ایک طویل سانس لے کر بولی۔"یعنی مجھے چارہ بنا کر دوسروں کو شکار کرو گے اور میں مجبوراً تمہارا آلہ کار بنی رہوں گی۔"

"تم بہت ذہین ہو۔ لیڈی پرکاش!اچھا شب بخیر..... بہت جلدی تم سے ایک معزز آدمی کی حیثیت سے تمہارے گھر ہی پر ملاقات کروں گا۔"

"ٹھہرو پیارے.....!" قریب ہی سے ایک تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی اور لیونارڈ بے ساختہ اچھل کر مڑا۔لیڈی پرکاش کی کار کی اسٹپنی کے قریب ایک آدمی کھڑا تھا۔ لیکن تاریکی کی وجہ سے پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔

"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے..... لیونی ڈارلنگ۔"نووارد بولا۔"اور اُس کا رخ تمہاری ہی طرف ہے۔اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

لیڈی پرکاش نے فریدی کی آواز صاف پہچان لی اور اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

لیونارڈ نے دیوانوں کی طرح فریدی پر چھلانگ لگائی۔

فریدی بڑی پھرتی سے پیچھے ہٹ گیا اور لیونارڈ منہ کے بل نیچے چلا آیا۔

فریدی نے آگے بڑھ کر اپنا ایک پیر لیونارڈ کی پشت پر رکھ دیا۔

"تم جسمانی طور پر زیادہ طاقتور نہیں ہو!لیونارڈ!" فریدی نے پرسکون لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اُسے اپنے اس جملے پر شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ اس کی ٹانگ اب لیونارڈ کی گرفت میں تھی اور وہ خود زمین پر تھا۔

لیونارڈ کسی پاگل کتے کی طرح فریدی کو بھنبھوڑ رہا تھا۔ اچانک اس کی گردن فریدی کی گرفت میں آگئی اور ساتھ ہی ایک گھونسے نے جو اس کی ناک پر پڑا اُسے بدحواس کر دیا۔

پھر لیڈی پرکاش نے ایک دل ہلا دینے والا منظر دیکھا۔ وہ ہاتھ میں ٹارچ لئے اُن دونوں پر روشنی ڈال رہی تھی۔

"لیونارڈ.....!"فریدی اس کی ٹانگ مروڑتا ہوا کہہ رہا تھا۔"اب تم کبھی جیل خانے سے نہیں بھاگ سکو گے۔"

نارڈ کی چیخ دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئی۔ پھر دوسری چیخ.... اور اس کے بعد وہ بیہوش ہو گیا۔

فریدی نے اس کے دونوں پیر ٹخنوں سے اُتار دیئے تھے۔

"لیڈی پرکاش....!" فریدی سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "میں آپ کا مشکور ہوں۔"

"کیا آپ نے اس کے پیر توڑ دیئے ہیں۔"

"ہاں لیڈی پرکاش اور یہ اب زندگی بھر پیروں کے بل کھڑا نہ ہو سکے گا۔ میں اپنے دشمنوں کو جان سے نہیں مارا کرتا۔ ایسا کرنے سے انتقام کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔"

"انتقام! کیا پچھلے دنوں آپ پر اسی نے حملہ کیا تھا۔"

"ہاں! اس کے علاوہ اور کون کرتا۔ اس کی گاڑی سے اپنا تھیلا اٹھا لیجئے۔ اچھا شب بخیر۔ آپ کی چیزیں حاصل ہوتے ہی آپ تک پہنچا دی جائیں گی۔ مطمئن رہئے۔ کسی کو اُن کی ہوا بھی نہ لگنے پائے گی۔ اچھا ٹاٹا۔"

لیڈی پرکاش نے لیونارڈ کی کار سے تھیلا اٹھایا اور چند لمحے کھڑی فریدی کو دیکھتی رہی اور پھر اپنی کار میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں مرتے دم تک آپ کی احسان مند رہوں گی۔"

"اس کی ضرورت نہیں لیڈی پرکاش....!" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

لیڈی پرکاش کی کار فراٹے بھرتی ہوئی اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

"یار کیا تماشہ بنا رکھا ہے تم نے۔" ڈی۔ آئی۔ جی فریدی پر جھلا گیا۔

"کتنے لیونارڈ پکڑو گے۔" اُسے سوتے سے اٹھ کر آنا پڑا تھا۔ رات کے تین بجے تھے۔

"اب ایک بھی نہیں پکڑوں گا۔ جناب یہ آخری تھا۔"

"آخر یہ ہے کیا! ایک کو تم نے جیل میں ٹھونس رکھا ہے اور اب یہ دوسرا۔ جب تمہیں یقین نہیں تھا تو تم نے بارن کو خواہ مخواہ کیوں ذلیل کیا۔ جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ محکمے پر مقدمہ قائم کر دے گا۔ سفارتی پیمانے پر ہمارے خلاف کاروائی ہو گی۔"

"اگر بارن نے اس کی جرأت کی تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔" فریدی نے کافی سنجیدگی سے کہا اور ڈی۔ آئی۔ جی ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"غیر ذمہ دارانہ گفتگو سے پرہیز کیا کرو۔"

"میں ٹھیک عرض کر رہا ہوں۔" فریدی مسکرایا۔ "بیچارا حمید ہر حال میں بیچارا ہے، جس طرح دل چاہے اُسے استعمال کیجئے۔"

"کیا مطلب.....!"

"بارن دراصل آپ کا پرانا خادم حمید ہے۔ کچھ دن تک میں نے بھی بارن کا رول ادا کیا ہے اور اُس مخصوص موقع کے لئے حمید پر بارن کا میک اپ کر دیا تھا۔"

"میں کچھ نہیں سمجھا۔"

"شروع سے عرض کرتا ہوں۔" فریدی نے کہا اور اپنی جیبیں ٹٹول کر رہ گیا۔

"اوہ.... سلگا لو سگار.....!" ڈی۔ آئی۔ جی مضطربانہ انداز میں بولا۔ "تمہارے لئے اجازت ہے۔ تم میرے سامنے سگار پی سکتے ہو۔ بہت پہلے کہہ چکا ہوں اور بیان جاری رکھو۔"

"شکریہ۔" میں نے آٹھ گھنٹے سے سگار نہیں پیا۔ فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ اُس نے دو تین کش لئے اور پھر بولا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ داستان کہاں سے شروع کروں۔ ویسے اگر میں اتنا پیچیدہ راستہ نہ اختیار کرتا تو لیونارڈ تک پہنچنا محال ہو جاتا۔ لیکن اس وقت یہ اس طرح پکڑا گیا ہے، جیسے کوئی چوہا چوہے دان میں آ پھنسے۔ بہر حال لیونارڈ کے کیس بیگ سے اس داستان کا آغاز ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ریکارڈ روم سے اپنا کیس بیگ غائب کرا دینے کے بعد ہی سے اس نے مجھ پر حملے شروع کئے تھے۔ کیس بیگ غائب کرانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ لیونارڈ اس بار اپنے صرف اُن ایجنٹوں سے رابطہ قائم کرے جن تک میری پہنچ نہیں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ مجھے جن ایجنٹوں کا علم تھا میں نے ان کا حوالہ اپنی رپورٹ میں دیا تھا اور رپورٹ کیس بیگ میں محفوظ تھی لیکن دو تین نام ایسے بھی تھے جن کا حوالہ دینا میں بھول گیا تھا۔ لیونارڈ انہیں لوگوں سے اس بار کام لیتا رہا ہے۔ وہ کل تین تھے۔ اُن میں سے ایک کیواس ہوٹل میں قتل کر دیا گیا اور بقیہ دو کو اس وقت تک سارجنٹ رمیش نے گرفتار کر لیا ہوگا۔ لیونارڈ کے گرد اپنا جال مضبوط کرنے کے لئے مجھے بہت کچھ کرنا پڑا ہے۔ اس کا جو ایجنٹ کیواس میں قتل کیا گیا تھا اُسی نے مجھ پر اس کی لڑکی گلوریا کے فلیٹ سے گولی چلائی تھی اور پھر اُسے گلوریا نے اس کی غیر معمولی قسم کی انگلیوں کی وجہ سے پہچان لیا۔ لیونارڈ کو شائد اس کی خبر ہو گئی اور اس نے اُسے قتل ہی کرا دیا۔ کیواس ہوٹل کے جس کمرے میں اس کی لاش پائی گئی تھی وہاں لیونارڈ کا ایک دوسرا ایجنٹ مقیم تھا اور اُس کے متعلق مجھے شبہ تھا کہ وہ لیونارڈ کی قیام گاہ سے واقف ہے۔ لہٰذا میں بہت قریب سے اس کی نگرانی کرتا رہا۔ دوسری طرف ایک دوسرے چکر میں بھی تھا۔ اسکیم یہ تھی کہ میں ایک دوسرا لیونارڈ بھی پیدا کر دوں جو لیڈی پرکاش سے رقم وصول کرنے کی کوشش کرے اس کے لئے میں نے دیدہ دانستہ لیونارڈ کی ایک ایسی ایجنٹ عورت کا انتخاب کیا جس کا حوالہ میں اپنی رپورٹ دے چکا تھا۔ مسز وارنر .... اور پھر میں اس سے بڑے ڈرامائی انداز میں ملا۔ میں بارن کے میک اپ میں تھا۔ یعنی میں نے

...ریب خود کو لیونارڈ کا ہم شکل بنالیا تھا۔ پھر میں نے مسز وارنر کو یقین دلادیا کہ میں لیونارڈ ہوں۔"

فریدی نے وہ طریقہ بتایا جس سے اس نے مسز وارنر سے تعارف حاصل کیا تھا اور ڈی۔ آئی۔ جی بے اختیار مسکرا پڑا۔

فریدی نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں دراصل اُس دن دو مختلف قسم کے جال بچھانا چاہتا تھا۔ ایک تو بحیثیت بارن مسز وارنر سے تعارف حاصل کرنا اور دوسرا.... وہ اور زیادہ دلچسپ ہے۔ لیکن حمید کا موڈ پٹنے کے بعد بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا اس لئے اس نے میرے بتائے ہوئے دوسرے کام پر اُسی وقت لعنت بھیج دی۔ ورنہ شاید لیونارڈ اسی رات کو پکڑ لیا گیا ہوتا۔ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کیواس ہوٹل والے ایجنٹ پر مجھے شبہ تھا کہ وہ لیونارڈ کے ٹھکانے سے واقف ہے۔ دوسرا طریقہ جو میں نے اختیار کرنا چاہا تھا اگر حمید نے اُس پر اُسی رات عمل کر ڈالا ہوتا تو وہ ایجنٹ لیونارڈ کے پاس جانے پر مجبور ہو جاتا اور میں اس کا تعاقب کر کے لیونارڈ تک پہنچ جاتا۔"

فریدی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد مینڈکوں کے پنجرے والا لطیفہ دہرایا۔

"لیکن اس بے تکی حرکت کا مقصد۔" ڈی۔ آئی۔ جی بولا۔

"میں عموماً بے تکی ہی حرکتیں کرتا ہوں۔" فریدی کا لہجہ قدرے ناخوشگوار ہو گیا، لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال کر ہنستے ہوئے کہا۔ "کیواس کے مالک کو صفائی کا خبط ہے اور وہ اس طرح میز پر کہنیاں ٹیک کر بیٹھتا ہے کہ بعض اوقات دور سے دیکھنے پر پہلی نظر میں کوئی بہت بڑا مینڈک معلوم ہوتا ہے۔ لیونارڈ کا ایجنٹ اُسے مینڈک کہہ کر چڑایا کرتا تھا۔ ایک بار دونوں میں اسی بات پر جھگڑا بھی ہو گیا تھا۔ میں نے یہ ماجرا دیکھ کر ہی وہ اسکیم مرتب کی تھی۔ بہر حال ادھر مینڈکوں والا ہنگامہ برپا ہوا اور ادھر میں نے لیونارڈ کے ایجنٹ کو فون کیا.... لیکن جواب نہ ملا۔ تدبیر یہ تھی کہ میں اُسے اس ہنگامے کی اطلاع دیتے ہوئے بتاتا کہ شہزاد چھرا لے کر اُس کے کمرے کی طرف آرہا ہے اُسے شبہہ ہے کہ پنجرے میں مینڈک وہی لایا ہے۔ میں اُسے یہ بھی بتاتا کہ میں بھی اُسی ہوٹل کا ایک کرائے دار ہوں اور نہیں چاہتا کہ اُسے کوئی گزند پہنچے پھر وہ جس راستے سے بھی نکل کر بھاگتا اُس کی.... مڈبھیڑ حمید سے ضرور ہوتی۔ ویسے بیچارے حمید کو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ مینڈکوں والی حرکت کا مقصد کیا تھا اور.... لیکن وہ اسکیم ناکام رہی۔ میرا خیال ہے کہ وہ حمید کو وہاں دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ اُسی کی حرکت ہو گی اور پھر بدحواسی میں وہ لیونارڈ کی قیام گاہ ہی کا رخ کرتا۔"

"لیکن خود کو لیونارڈ پوز کرنے میں کیا مصلحت تھی۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔

"مقصد محض یہ تھا کہ لیونارڈ کو ذہنی انتشار میں مبتلا کیا جاسکے.... مسز وارنر کے ذریعے میں نے تھوڑی سی بلیک میلنگ بھی کی ہے اور مسز وارنر میرے ہی کہنے پر لیڈی پرکاش کے گرد منڈلاتی رہی ہے۔ میں نے بحیثیت لیونارڈ شہر کے بعض چھٹے ہوئے بدمعاشوں سے بھی رابطہ قائم کرر کھا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لیونارڈ کے دونوں ایجنٹ میرے چکر میں رہنے لگے۔ اور لیونارڈ کی توجہ کچھ دنوں کے لئے فریدی کی طرف سے ہٹ گئی اور پھر اُس کے ایجنٹوں نے کئی بار فریدی کو بھی نقلی لیونارڈ کے بنگلے کے آس پاس منڈلاتے دیکھا اور پھر انہوں نے ایک دن یہ بھی دیکھا کہ نقلی لیونارڈ یا بارن نے ایک دن اپنے بدمعاشوں کی مدد سے کیپٹن حمید اور وارنر کی لڑکی کو اغوا کرلیا اور یہ بات بھی لیونارڈ کے نوٹس میں آئی کہ مسز وارنر نے اسی لڑکی کے اغواء کے الزام میں حمید کے خلاف رپورٹ درج کرائی ہے۔ لیونارڈ سچ مچ بوکھلا گیا۔ اس نے میری طرف سے بالکل توجہ ہٹائی اور سارا زور بارن پر صرف کرنے لگا۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں نقلی لیونارڈ لیڈی پرکاش والی رقم پر نہ ہاتھ صاف کر جائے۔

پھر جب حمید کو میں نے بارن بنا کر جیل خانے میں پہنچا دیا تو لیونارڈ کو ایک گونہ اطمینان ہوا اور اس نے پہلے مجھ سے نپٹنے کی بجائے یہی بہتر سمجھا کہ لیڈی پرکاش سے جتنی جلد ہو سکے رقم وصول کرلے.... اور پھر جناب آپ کا یہ خادم دوبار مرتے مرتے بچا ہے۔" فریدی خاموش ہو کر مسکرانے لگا۔

"کیوں؟ کیسے؟" ڈی۔ آئی۔ جی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کسی کار کی اسٹپنی میں دو تین گھنٹے تک بند رہنے کا اتفاق ہوا ہوتا تو آپ صحیح اندازہ کر سکتے۔ میں دو راتیں اس قسم کی حرکت کر چکا ہوں.... لیڈی پرکاش کی اسٹپنی میں گھس کر بیٹھنا اور وہ بھی اس طرح کہ لیڈی پرکاش کو خبر نہ ہو۔ وہ لیونارڈ کی مطلوبہ رقم لے کر کمتالی کے میدان میں گئی تھی۔ پہلی رات لیونارڈ نے اس کے قریب آنے کی ہمت نہیں کی اور اُسے یونہی واپس آنا پڑا۔ غالباً لیونارڈ یہ دیکھتا رہا ہوگا کہ کہیں پولیس بھی تو کمتالی کے میدان سے دلچسپی نہیں لے رہی ہے ....اور رات وہ اچھی طرح اپنا اطمینان کر لینے کے بعد لیڈی پرکاش سے ملا۔ لیکن اس کی موت لیڈی پرکاش اپنے ساتھ لئے پھر رہی تھی۔ میں نے لیڈی پرکاش کی کار کی اسٹپنی سے نکل کر لیونارڈ پر حملہ کر دیا.... یہ ہے پوری داستان۔"

"اور اس بار پھر تم نے تنہا ہی سب کچھ کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"مجبوری تھی جناب کسی کار کی اسٹپنی اتنی بڑی نہیں ہوتی کہ اس میں بیک وقت دو آدمی سما سکیں.... اور بھیڑ بھاڑ کا انجام تو آپ جانتے ہی ہیں۔ پولیس کی مدد سے میں اُسے لاکھ برس میں

تار کر سکتا۔"

فریدی خاموش ہو گیا.... اچانک ایک سرکاری ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"اس کے دونوں پیر شائد ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گئے ہیں اور اس طرح اکھڑے ہیں کہ بٹھانا قریب قریب ناممکن ہے۔ شاید اب وہ پیروں کے بل کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔"

فریدی مسکرا کر بولا۔

"اب لیونارڈ خود ہی عدالت میں پھانسی کی استدعا کرے گا۔ شاید وہ اپاہج ہو کر زندہ رہنا پسند نہ کرے۔"

فریدی خاموش ہو کر فرش کی طرف دیکھنے لگا۔

ڈی۔ آئی۔ جی نے اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور نہ جانے کیوں خود بخود کانپ کر رہ گیا۔

ختم شد